تصنیف حضرت سید شاہ برہان الدین جانم بیجاپوری رحمۃ

کلمۃ ا ... ق

Hanif Razvi

مرتبہ

محمد اکبر الدین صدیقی

ادارہ ادبیات اردو

خیریت آباد حیدرآباد دکن

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ ادبیات اُردو ۲۷۸

تصنیف حضرت سید شاہ برہان الدین جانم بیجاپوری قدس سرہٗ العزیز

حضرت
الدین چراغ

کلمۃ الحقایق

Hanif Razvi

مرتبہ

محمد اکبر الدین صدیقی لکچرار جامعہ عثمانیہ

ناشر

ادارۂ ادبیات اُردو خیریت آباد

حیدرآباد دکن

طبع اول ۵۰۰ جولائی ۱۹۶۱ء

مطبوعہ

اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار

Hanif Razvi

مقدمہ

حضرت میراں جی شمس العشاق، ان کے خاندان کے افراد اور ان کے خلفاء نے نہ صرف مذہبِ اسلام اور تصوف پر گراں قدر کتابیں لکھی ہیں بلکہ قدیم اُردو ادب کی بھی بے انتہا خدمت کی ہے۔ یہ وہ دور ہے کہ اردو عالمِ طفولیت میں تھی لیکن اس کے باوجود وہ علماء اور صوفیا کے اظہارِ خیال کا ذریعہ بنی۔ حضرت شیخ فرید گنج شکرؒ، حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ اور حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ نے ایک ایک دو دو جملے اس زبان میں ادا فرما کر اس کو عزت بخشی اور اس کے بعد حضرت امیر خسروؒ نے اس کو بہت جلد بلند مقام عطا کر دیا۔ دکن میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ نے اپنے رسایل سے اس کے ادبی معیار کو بلند کیا اور گجرات میں حضرت شیخ عین الدین گنج العلمؒ نے تصوف کے مسائل اپنے مریدوں کو اسی زبان میں سمجھائے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کے ایک خلیفہ حضرت شاہ جمال الدینؒ مغربی ہیں جن کے خلیفہ حضرت شاہ کمال الدین مجرد بیابانیؒ سے حضرت میراں جی شمس العشاق نے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ حاجی شریف دوام الدین ابن سید علی کے صاحبزادے تھے۔ حضرت حاجی شریف دوام الدین کا قیام مکہ معظمہ میں حضرت ابوبکر قحافہ کے مکان سے قریب محلہ قرشیہ میں تھا آپ ہندوستان آئے اور چغتائی خاندان میں شادی کی۔ کچھ دن قیام کیا اور پھر مکہ معظمہ واپس ہوئے۔ یہیں حضرت امیر الدین میراں جی شمس العشاق کی

Hanif Razvi

ولادت ہوئی۔ بائیس سال کی عمر میں آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی اور آپ مدینہ منورہ گئے بارہ سال تین ماہ پانچ یوم قیام کیا۔ ہر سال حج کیا درس وتدریس اور زہد و ریاضت میں مصروف رہے ریاضت کا یہ عالم تھا کہ بارہ سال تک صرف ایک پہلو پر سوئے۔ بارگاہ نبویؐ سے حکم ملا کہ ہندوستان جائیں آپ نے زبان نہ جاننے کا عذر کیا تو ارشاد ہوا کہ تمھیں سب زبانیں آجائیں گی۔ شاہ کمال الدین بیابانی کے پاس جائیں اور ان کے حکم کی تعمیل کریں۔ چنانچہ وہ ہندوستان پہنچے شاہ کمال الدین بیابانی سے ملے ان کے حکم کی بنا پر مقام بھنکار میں عقد کیا اور انھیں کے حکم سے بیجاپور آئے۔ یہاں اپنی فضیلت علمی سے عوام کے قلوب کو مسخر کیا[1] ۱۵ر شوال ۹۰۲ھ / ۱۴۹۶ع کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی تاریخ وفات شاہ حسین ذوقی نے "شمس العشاق" سے نکالی ہے لیکن اس سے زیادہ مستند ایک مرثیہ ہے جس میں الفاظ میں یہی تاریخ دی گئی ہے۔ یہ مرثیہ مربع کی صنف میں ہے اس میں ۴۲ بند ہیں اور درمیان میں جگہ جگہ دوہرے بھی کہے گئے ہیں جن کی تعداد پندرہ ہے۔ یہ مرثیہ حضرت شمس العشاق کے صاحبزادے حضرت برہان الدین جانم کا ہے وہ دوہرے اور کبت وغیرہ لکھنے میں ماہر تھے اس قسم کی کئی اور چیزیں کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ چنانچہ اسی مرثیہ کے چند اشعار ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم نے اپنے مضمون میں بھی درج فرمائے ہیں[2] لیکن انھیں یہ پتہ نہیں کہ یہ مرثیہ کس کا ہے۔ اس کے چند اشعار مع دوہروں کے حسب ذیل ہیں۔

شاہ میراں جی جگ رتن، سوہے رتن میخ دل کندن۔ لیتا چھونا اپنی اذن، جے کچ حکم الٰہی کا
سوہی میراں مج پیر ہے، ادس روزگا دستگیر ہے۔ جگ رتنا میں ہیرہے، جے کچ حکم الٰہی کا

۱؎ وصل نامہ حضرت میراں جی شمس العشاق مخطوطہ ۶۳۸ ادارۂ ادبیات اردو۔
۲؎ قدیم اردو ڈاکٹر عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان ص۔

Hanif Razvi

دوھرا

بن تیل دیوا کیوں جلے بن دو نکہ پنکھی جوں پھرے
یو جیو با دل بج بنا ، بن جل مچھی تڑپیا کرے

تجہ سوز برہے نراغ پر ، جوں موم گلتا آگ پر ۔ یوں دکھ لکھیا مج بھاگ پر ، جے کچ حکم الہی کا
منج باج نا کچ غم کرو ، توکل تکیہ اس پر دھرو ۔ بولیا چالیا تم معاف کرو ، جے کچ حکم الہی کا

دوھرا

کوئی نار میں ات جگ دونی سب جگ مرن ہار
کوئی آنگیں کوئی پیچیں پنتھ لگے سیتھن چلن ہار

جے کوئی ولی ہور اولیا سب کوئی پیالہ پیا ۔ جس جیو دیا اوس موت دیا جے کچ حکم الہی کا
جے غوث قطب جے بڑے جن کے مکٹ رتن جڑے ۔ سب ہے اندھارے گور پڑے جے کچ حکم الہی کا
منج ہون دیو مشغول ہوں ، نا کوئی ادھوم تم غول ہوں ، خوشنود رب کے قول سوں ، جے کچ حکم الہی کا

دوھرا

جے کوئی جیویں سب مریں دائم جیوے نا کوئے
قیامت لگ جے جیویں تو آخر مرنا ہوئے

تاریخ و مقام

تاریخ حضرت سال نو سو دو اس پر اگلے بھی دو ۔ دو دن مدت وفا شو جے کچ حکم الہی کا
اربع سوں یو سال ہے ماہ ہے کوں شوال ہے ۔ رحلت کئے اس حال ہے جے کچ حکم الہی کا
تاریخ بست و پنج بود بسیار گریاں رنج شد ۔ در حال واصل گنج خود جے کچ حکم الہی کا
شب پنجشنبہ روشن کیا ہجرت منور پور کیا ۔ جیوڑا قبض کران لیا جے کچ حکم الہی کا
دنیاں کا منج پدرا ہے اور دین منج لنگرا ہے ۔ اس دکھ کا منج عذرا ہے ، جے کچ حکم الہی کا
دنیاں تھے منج فاضل کیا ، اور دیں منج حاصل کیا ۔ یا حق منج واصل کیا ، جے کچ حکم الہی کا

دوھرا

جگ چنتاؤں من تو میراں قلب دکھ ایا توں دیسے
سوہیج جینا ساچ کر سنگت تیرے جی بسے

دوھرا

تج بن سکھ نا پاؤں منج دکھ گہرا ہوئے
اکھر میرے یوں لکھے میٹ نا سکے کوئے

مقام کا ذکر

روضہ منور پور ہے، مقام تخت شہ پور ہے۔ دیں دنیا میں ظہور ہے، جے کچ حکم الٰہی کا

یہ مرثیہ حضرت میراں جی شمس العشاق کی عالمانہ فضیلت و بزرگی اور صوفیانہ زندگی کا آئینہ ہے اور بیٹے نے باپ کے غم میں اپنی آنکھوں سے جو گنگا جمنا بہائے ہیں وہ آج بھی اسی طرح ہمارے سامنے ہیں ان کی صوفیانہ زندگی مرنے پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کا اثر پشت ہا پشت تک باقی رہتا ہے۔ ہم حاجی شریف دوام الدین کے حالات سے تو کچھ باخبر نہیں ہیں لیکن حضرت امیر الدین میراں جی شمس العشاق کے کارناموں سے بخوبی واقف ہیں۔ ہمیں یہ آگاہی ان کے اخلاف اور سپوتوں کے کارناموں سے حاصل ہوتی ہے۔ ان کی تعداد بھی کچھ کم نہیں اور نہ ان کے ادبی کارنامے ہی مختصر ہیں بلکہ یہ ایک بحر ذخار ہے اور اس بحر میں ایسے گوہر شاہوار بھی مل جاتے ہیں جو حضرت شاہ میراں جی یا حضرت شاہ برہان الدین جانم یا ان کے صاحبزادے حضرت امین الدین اعلیٰ سے تعلق رکھتے ہیں ایسے قابل قدر کارنامے چھوڑنے والے صوفی کا ایک مختصر اور نامکمل سا شجرہ یہاں پیش کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ اس ایک خاندان کے افراد و ارکان نے ادب اور تصوف کی کیا خدمات انجام دی ہیں۔

Hanif Razvi

شجرہ

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ

حضرت شاہ جمال الدین مغربی

حضرت شاہ کمال الدین بیابانی

حضرت امیر الدین میراں جی شمس العشاق فرزند حضرت حاجی شریف دوام الدین

صاحبزادے
شاہ برہان الدین جانم

خلیفہ
مرزا فصیح الدین عرف بابا سنجل

شیخ داول
حاجی محمد اسحاق مدراسی
صاحبزادے
شیخ خان میاں
شیخ محمود خوش دہاں

صاحبزادے
حضرت شاہ امین الدین اعلیٰ

سید محی الدین بادشاہ قادری
سالک غوث نما

محمد معظم بیجاپوری
شاہ محمدی
شاہ من عرف
شاہ میراں حسینی میرانجی خدا نما

فرزند
باباشاہ

معصوم سید شاہ محمد قادری نور دریا

قادر شاہ عبداللطیف معروف بہ قادر فانی فی اللہ

خلیفہ
میراں یعقوب

شاہ عبداللہ حسینی
مخدوم شاہ حسینی

فرزند
سید امین الدین حسینی

فرزند
شاہ علی پیر پاشا حسینی

تراب علی شاہ معروف بہ شاہ تراب

فرزند
خواجہ حسن گنج بخش
ان کے بعد
خواجہ عارف گنج بخش
فرزند
سید امین

Hanif Razvi

یہ شجرہ ظاہر ہے کہ مکمل نہیں ہو سکتا۔ جس کے سینکڑوں ہزاروں مرید ہوں اور کئی کئی خلفاء تو یہاں تو صرف چند کے نام ہیں لیکن یہ حضرات ایسے بزرگوار ہیں جنھوں نے ایک یا ایک سے زیادہ تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ فارسی میں دو چار رسالے ملیں گے لیکن باقی تصانیف اُردو میں ہیں۔ یہی سبب تھا کہ میں نے تین سال پہلے انھیں تحقیقاتی کام کرنے کا ارادہ کیا اور مواد جمع کرتا رہا۔ لیکن کام ہمیشہ تشنہ ہی معلوم ہوتا رہا۔ ہر وقت ایک نئے رکن یا کسی رکن کی نئی تصنیف کا فہرست میں اضافہ ہوتا رہا۔

مولوی عبدالحق صاحب نے ذکر کیا ہے کہ انھیں اس خاندان کے رسائل کے مجموعے کی ایک کتاب ملی ہے جو ۱۱۶۸ھ کی مکتوبہ ہے[1]۔ اور میری خوش قسمتی یہ ہے کہ اسی کی ایک نقل مجھے ڈاکٹر زور صاحب کے کتب خانہ عنایت اللٰہی میں مل گئی جس میں چھوٹے بڑے سب ملا کر پچھتر سے زائد رسائل ہیں۔ چنانچہ گزشتہ صفحات میں جو مرتبہ دیا گیا ہے اسی سے نقل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کتب خانوں میں اور بہتیرے رسائل ہیں جن کے مصنفین کا تعلق حضرت شمس العشاق سے نسباً یا ارادتاً ہے اور میرا کام اس طرح آگے بڑھ رہا ہے۔

یہ رسالہ کلمۃ الحقایق حضرت شمس العشاق کے فرزند حضرت برہان الدین جانم کی تصنیف ہے۔ حضرت برہان الدین جانم کے ایک خلیفہ حضرت شیخ محمود چشتی نے معرفت السلوک[2] ایک رسالہ لکھا ہے اس میں حضرت شاہ برہان کے لیے جو القاب استعمال کئے ہیں حسب ذیل ہیں۔ شاہ مرداں پناہ طالبان حقیقت دستگاہ مقبول حضرت الاکمل الاولیا و افضل الاتقیا صدر نشین محمد مصطفےٰ صاحب الشریعت والطریقت، بحر الحقیقت والمعرفت مہدی دین و ہادی المومنین امام العاشقین والعارفین کامل الانسان محقق زماں

---

[1] اُردو کی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام مطبوعہ انجمن ترقی اردو ہند دہلی ۱۹۲۹ء دوسری بار
[2] مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اُردو ۲۰۴ معرفت السلوک از شیخ محمود چشتی۔

Hanif Razvi

مظہر و مظہر ذات و صفات سبحان اعنی بندگی شاہ برہان المعظم والمکرم قطب الحق والدین شمس المحققین قدس اللہ سرہ العزیز۔ آپ کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کا صحیح پتہ نہ چل سکا۔ لیکن چونکہ حضرت جانم کی ایک کتاب ارشادنامہ کی تصنیف کا سنہ ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء ہے اس لیے اس کے بعد ہی ان کی وفات قرار دی جاسکتی ہے۔ اور اس طرح زیرنظر کتاب سنہ ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء کے قبل لکھی گئی ہے لیکن اس کی تصنیف کی صحیح تاریخ متعین نہ ہوگی اس کے مخطوطے ہمارے علم میں حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولوی عبدالحق صاحب کا نسخہ مکتوبہ سنہ ۱۰۶۵ھ جس کی نقل کتب خانہ خانقاہ عنایت اللہی میں موجود ہے۔

(۲) کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو — ایک نسخہ

(۳) کتب خانہ آصفیہ — ایک نسخہ

(۴) کتب خانہ جامعہ عثمانیہ — ایک نسخہ

(۵) کتب خانہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ — ایک نسخہ اور

(۶) ایک نسخہ مولوی سید محمد مورخ صاحب بیدری کے پاس بھی ہے۔ اس میں بلحاظ تاریخ سنہ ۱۰۶۵ھ کا سب سے قدیم نسخہ ہے اور اس کے بعد ادارہ ادبیات اردو کے کتب خانہ کا نسخہ بھی بلحاظ تحریر و کاغذ وغیرہ بہت قدیم ہے۔

ادارہ کے نسخہ میں ترقیمہ حسب ذیل ہے۔

"خاتمہ:۔ تمت تمام شد بتاریخ بست و نہم ماہ ذیحجہ روز دوشنبہ بوقت یک پہر چہار گھڑی درگاہ میراں صاحب نوشتہ شد ایں کتاب کلمۃ الحقائق بہ سرکار حضرت صاحب است ہر کسے دعویٰ کند گنہ گار شرع باشد۔"

اس طرح اس کی کتابت دوشنبہ ۲۹ ذیحجہ کو یک پہر چار گھڑی پر ختم ہوئی لیکن سن موجود نہیں۔ درگاہ میراں صاحب بھی مبہم ہے اگر یہ میراں جی شمس العشاق

Hanif Razvi

کی درگاہ ہے تو پھر اس کی قدامت مسلم ہو سکتی ہے لیکن اگر یہ میراں حسینی خدا نما کی درگاہ ہے تو میراں حسینی خدا نما کا انتقال ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۳ء میں ہوا اور مخطوطہ اس کے بعد کا قرار دیا جائے گا لیکن کاغذ اور کتابت وغیرہ سے قدامت برستی ہے ممکن ہے کہ میراں جی شمس العشاق ہی کی درگاہ میں اور حضرت امین الدین اعلیٰ کے زمانے میں لکھا گیا ہو۔

جامعہ عثمانیہ کے مخزونہ نسخہ کا ترقیمہ حسبِ ذیل ہے:۔

"ہذا الکتاب کلمتہ الحقایق بالاتمام رسیدہ۔ ایں رسالہ تصنیف حضرت قطب الاقطاب سلطان العارفین شاہ برہان الدین قدس اللہ سرہ العزیز کاتب الحروف عبد الضعیف فقیر حقیر سید محمد خواجہ ابن حضرت سید عبد القادر معروف حاجی الحرمین الشریفین محمد حیران شاہ دریا حسنی الحسینی القادری ابن محمد خواجہ معروف شاہ دریا ابن شاہ جلال ابن شاہ ابو الحسن ابن سید علی اکبر ابن سید بایزید ابن میراں سید علی قادری النار ابن کھیڑا ابن میراں سید مصطفےٰ ابن میراں سید حیدر ابن میراں سید محمد قدس اللہ ارواحہم بعون اللہ الملک الوہاب الرشید برائے ارشاد الطالبین آمین یا رب العالمین وکتب الرسالہ الختم من شہر شوال فی التاریخ خمس الیوم الاثنین آخر وقت العصر ساعتہ الشمس سنہ ۱۱۵۸ یک الوف میاں حسین تمام من الٰہی اعطِ لَنَا محبتک دائماً وقائماً لنا ولاخواننا ولاولادنا ولجمیع الطالبین والمریدین حتیٰ یکون مقبول عندک۔"

اس طرح اس کا سنہ کتابت ۱۱۵۸ھ ہے۔

پانچواں نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ کی فہرست میں ع ۳۹ پر موجود ہے لیکن سنہ تصنیف میں قبل سنہ ۹۹ھ بتلایا ہے اس طرح اس کے سن کتابت کا بھی علم نہیں۔ آخری نسخہ ملکی مولوی سید محمد صاحب مورخ بیدری کا ہے۔ خود ان کا بیان ہے کہ یہ بہت بعد لکھا گیا ہے اس طرح خانقاہ عنایت اللہی کا نسخہ ہی قدیم ہے اس لیے

Hanif Raza

میں نے اسی کو پیش نظر رکھ کر کتب خانہ ادارہ ادبیات اُردو کے نسخے سے مقابلہ کیا اور اختلاف نسخ کو ف سے ظاہر کیا ہے کتب خانہ آصفیہ سے مقابلہ کرنے کے بعد اس کے اختلاف کو ص سے اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کے نسخے کے اختلاف کو ع سے ظاہر کیا ہے۔ میں نے اختلاف نسخ میں خفیف سے فرق کو ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا مثلاً نسخہ ۱ میں "وہ" کے لیے صرف و استعمال ہوا ہے یا بعض جگہ "وو" استعمال ہوا ہے اور آصفیہ یا عثمانیہ میں اس کے لیے "او" یا کہیں "وہ" استعمال ہوا ہے تو اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔ یا کسی نسخہ میں "تھے" ہے اور کسی میں "تے"۔ اس کو بھی قابل نظر انداز سمجھا البتہ جہاں اہم تبدیلی ہے جیسے لفظ بدل گیا ہے اور معنی متاثر ہوتے ہیں یا الفاظ مقدم و موخر ہو گئے ہیں انھیں ظاہر کر دیا ہے۔
بظاہر دوسرے عام مخطوطات کے مقابلے میں مجھے ان مخطوطوں میں بہت کم تبدیلیاں نظر آئیں اور یہ سب نسخے نہایت صاف خط میں ہیں گنجلک یا شکستہ یا پڑھنے کے ناقابل نہیں ہیں ادارہ کا مخزونہ نسخہ قدیم ہونے کے باوجود واضح طور پر پڑھا جاتا ہے۔

اس رسالہ کے علاوہ حضرت برہان الدین جانم کی اور بھی متعدد تصانیف ہیں جن میں ایک سکھ سہیلا کو جناب ڈاکٹر حفیظ سید صاحب نے شائع کیا ہے۔ ان دوسرے رسائل پر میں علیحدہ تفصیلی کام کر رہا ہوں۔

حضرت خواجہ بندہ نواز اور ان کے بعد کی بھی کوئی تصنیف مصنف کے شک و شبہ سے خالی نہیں ہے۔ کلمۃ الحقائق ہی ایک ایسا رسالہ ہے کہ اس کے مصنف کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ہمیں ایسے کئی رسائل ملتے ہیں جن میں کلمۃ الحقائق اور اس کے مصنف حضرت برہان الدین جانم کے حوالے موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف میں ایک رسالہ موسومہ "شکار نامہ" ہے جو غلط طور پر خواجہ بندہ نواز سے منسوب ہے۔ اس میں ایک جگہ مصنف رسالہ نے اپنے بیان کی تائید میں لکھا ہے۔

Hanif Razvi

"ارشاد نامہ کی ترتیب سوں شکار نامہ نو باپ اور سات ما کے ہم چار فرزند تھے تعبیر اس نو باپ کی یہ ہے یعنی اول باپ نورِ ذاتی، دوم باپ نورِ محمدی، سوم باپ بیر، چہارم باپ روح، پنجم باپ ضمیر، ششم باپ فواد، ہفتم باپ قلب، ہشتم باپ مصغہ نہم باپ تن۔ یہ باپ ہیں اور سات ما یو ہیں یعنے اول نور، دوم صفا، سیوم ما ہوا، چہارم ما باد، پنجم ما نار، ششم ما پانی، ہفتم ما ماٹی۔ اسے سات ما کہتے ہیں۔ اگر کوئی غلط کہیں تو دیکھو حضرت شاہ برہان صاحب اپنے کلمۃ الحقایق میں کیوں فرمائے۔"

اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ قدیم دکنی میں جتنے رسائل ملتے ہیں ہر رسالے کے مختلف نسخوں میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن کلمۃ الحقایق ہی وہ واحد رسالہ ہے کہ اس کے مختلف نسخوں میں کوئی اہم اختلاف جس سے اس کی صوری اور معنوی حیثیت بدل جاتی ہو نظر نہیں آتا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز سے حضرت امین الدین اعلیٰ یعنے ۸۰۴ھ / ۱۳۹۸ء سے لے کر ۱۰۸۶ھ / ۱۶۷۵ء تک جتنے دکنی رسائل نثر میں لکھے گئے ان میں یہ سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ اور ان صوفیائے کرام نے تصوف کے جن مسائل کی اپنے رسائل میں تشریح کی ہے ان مسائل کی سب سے زیادہ بہتر وضاحت اور تفصیل کلمۃ الحقایق میں ملتی ہے۔

لسانی خصوصیات :۔ حضرت میراں جی شمس العشاق اور حضرت شاہ برہان الدین جانم نے اپنی زبان کو اپنے مختلف رسائل میں گجری سے تعبیر کیا ہے۔ اس لیے کہ مغربی ہند کے علاقہ کی زبان پر گجراتی کا اثر زیادہ رہا نہ صرف گجراتی بلکہ مرہٹی زبان سے بھی دکنی زبان جس کو ابتدائی دور میں ہندی کہا جاتا رہا متاثر رہی ہے۔

کلمۃ الحقایق میں حضرت جانم لکھتے ہیں کہ "یو زبان گجری، نام این کتاب کلمۃ الحقایق۔" اسی طرح ارشاد نامے اور ایک دوسرے رسالے حجت البقا میں بھی اپنی زبان کو گجری بھاکا کہتے ہیں اور علماء سے معذرت آمیز انداز میں فرماتے ہیں کہ زبان سے

قطع نظر کر کے معانی اور مطالب کی تلاش کی جائے۔

گجراتی اور مرہٹی کے جو اثرات دکنی پر مترتب ہو رہے تھے ان کا اظہار کلمتہ الحقایق میں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ "اپن" ہم کے معنوں میں گجراتی کا لفظ ہے لیکن دکن میں عام بول چال میں اب تک بھی مستعمل ہے۔

۲۔ اچھنا اور اس کے مشتقات اچھتا اور اچھینگا میں چھ گجراتی سے آیا ہے لیکن اس کا صرف ایک مشتق اچھینگا آج بھی مہاراشٹر کے علاقہ میں اردو بولنے والا طبقہ عام طور پر استعمال کرتا ہے۔

۳۔ ہمیں اور ہمنا گجراتی ہم نے فاعل اور مفعول دونوں حالتوں میں استعمال ہوا ہے۔ آج بھی دکن کی بول چال میں رائج ہے۔

۴۔ حرف تخصیص کے لیے حرف چ استعمال ہوتا رہا ہے اور اب تک بھی عوام کی بولی میں موجود ہے۔ یہ گجراتی اور مرہٹی ہی کا اثر ہے۔

۵۔ "سی" دکنی میں مستقبل کی علامت ہے لیکن حضرت شاہ برہان نے اس کی مختلف شکلیں بھی استعمال کی ہیں۔ مثلاً نا دیکھ سوں، نا کرسیں وغیرہ۔ یہ لاحقہ ہندوستان کی دیگر زبانوں میں بھی استعمال ہوا ہے مثلاً سورسینی، بھوج پوری وغیرہ میں۔ اصل میں یہ اپ بھرنش سے آیا ہے۔

۶۔ ایلاڑ اور پیلاڑ بھی گجراتی ہیں لیکن مرہٹی بولنے والا اردو داں طبقہ بھی اس کو بکثرت استعمال کرتا ہے۔ شہر میں ادھر اور ادھر الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور دیہات میں ایلاڑ اور پیلاڑ۔ یہاں ورے اور پرے کا استعمال تعلیم یافتہ طبقہ میں آج بھی نہیں۔ قریب قریب یہ تمام الفاظ آج بھی ہمیں سنائی دیں گے بشرطیکہ ہمیں دیہات میں جانے کا موقع ملے۔ یہ الفاظ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ شہریوں کے ناک بھوں

چڑھانے کے باوجود بھی ان کے مٹنے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ کلمۃ الحقایق میں قواعد کے لحاظ سے بھی ہمیں کئی خصوصیات نظر آئیں گی۔ مثلاً

۱۔ ماضی مطلق بنانے کے لیے علامت مصدر نا گرا کر یا بڑھاتے ہیں یہ طریقہ بلا استثنیٰ استعمال ہوا ہے یعنے اٹھنا، دیکھنا، گزرنا، کرنا کے ماضی مطلق اٹھیا دیکھیا، گزریا، کریا اور کیا (دوی کے ساتھ) بھی استعمال ہوا ہے۔

۲۔ ہونا کا مستقبل ہوئے گا اور دوسرے مصادر کے مستقبل کے صیغے آوے گا، جاوے گا استعمال ہوئے ہیں۔

۳۔ افعال میں جہاں ہائے مخلوط استعمال ہوتی ہے ماضی مطلق بناتے وقت اس کو حذف کر دیا ہے مثلاً باندھنا سے باندیا، بوجھنا سے بوجیا وغیرہ۔

۴۔ اگر مضاف الیہ جمع ہو تو ضمیر اضافی اور حرف اضافت بھی جمع استعمال کرتے ہیں مثلاً سیر کیاں آنکھیاں (سر کی آنکھیں)۔

۵۔ الفاظ کی جمع واحد کے آگے ان زیادہ کر کے بناتے ہیں اور آخری حرف ہ ہو تو ی سے بدلتے ہیں۔ مثلاً کاماں، باتاں، لوگاں اور بندہ سے بندیاں۔

۶۔ تذکیر و تانیث کا بطور خاص لحاظ نہیں۔ کبھی مونث کو مذکر اور کبھی مذکر کو مونث استعمال کرتے ہیں۔

۷۔ حرف اضافت کو اکثر حذف بھی کرتے ہیں مثلاً بو عقل دلالی جان۔

۸۔ "کی" دو معنوں میں استعمال ہوا ہے ایک تو کیوں اور دوسرے کہ (بیانیہ)

۹۔ کر خاص معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً میں تو کون ہوں کر جانتا۔ یعنی یہ جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ اس قسم کا استعمال بیجاپور کے ادیبوں اور شعرا میں عام ہے اور گولکنڈہ کے ادیبوں اور شاعروں نے اس کی بجائے

Hanif Razvi

"بول کے" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

۱۰۔ وہ اکثر حروف ربط حذف کر دیتے ہیں۔ مثلاً آرسی قدرت سوں بارکیا یا تو اپس دیکھ۔ دونوں میں علامت مفعول "کو" محذوف ہے۔

رسم خط میں بھی کافی تبدیلیاں نظر آئیں گی۔

۱۔ کی اور کے میں تحریر میں کوئی فرق نہیں یہ اس زمانے کا عام رواج تھا۔

۲۔ ضمیر اشارہ میں وہ کی بجائے صرف د یا دد واو (دو) یا او، استعمال کئے گئے ہیں اور اسی طرح یہ کی بجائے ای استعمال ہوا ہے۔

۳۔ چ پر ختم ہونے والے الفاظ کو کبھی ہائے مختفی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

۴۔ آخر میں آنے والی ملواں ھ (ہائے مخلوط) کو خارج کر دیا گیا ہے جیسے ہاتھ کو ہات، آنکھ کو آنک، کچھ کو کچ وغیرہ۔

۵۔ اور کا رسم خط ہور ہے یہ اس زمانے کا بہت عام رواج تھا۔

۶۔ ضمیر موصول جو کو جے لکھتے ہیں جیسے جے کچ۔

وہ اردو لکھتے لکھتے فارسی میں تحریر کرنے لگتے ہیں اور پھر فارسی سے اردو پر آجاتے ہیں۔ وہ عربی اور فارسی کے علاوہ ہندی کی فلسفیانہ اصطلاحیں بھی استعمال کرتے ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ہندی فلسفہ پر بھی گہری نظر رکھتے تھے اور اس فلسفہ کی بعض باتیں بھی ان کے مسائل میں مدغم نظر آتی ہیں۔ اصطلاحوں کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

آکار، نرانکار، بکار، شن، بھوتا کار، ایندرین، وغیرہ۔

عبارت بعض مقامات پر بے ساختہ مقفیٰ ہو گئی ہے لیکن قافیوں کی وجہ سے گنجلک نہیں ہونے پاتی۔ اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ تمام باتیں سوال و جواب کی شکل میں بیان کی گئی ہیں دو چار لفظوں میں اگر سوال پوچھا گیا ہے تو

کم سے کم الفاظ میں اس کی توضیح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ زبان، قدامت کی وجہ سے ممکن ہے کہ سمجھنے میں کہیں دشواری ہو لیکن چھوٹے چھوٹے جملے قند و نبات کی ڈلیاں معلوم ہوتے ہیں۔

کلمتہ الحقایق کا موضوع :-

حضرت جامیؒ کتاب کی تصنیف کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر مرید آپ سے خدا کے بارے میں مختلف سوالات کرتے ہیں کہ وہ قدیم القدیم کیوں ذات و صفات، ابتدا و انتہا، باقی و فانی، قدیم و جدید اور بے ہمہ و باہمہ سے کیا مُراد ہے۔ ان سوالات کے اس میں وضاحت سے جواب دیئے گئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ خدا اول سے ہے آخر تک رہے گا وہ صورت شکل وغیرہ ہر چیز سے منزہ ہے جب اس نے اس کائنات کو وجود میں لانے کا ارادہ کیا تو اپنی قدرت سے اس کو لفظ کن سے وجود میں لالیا۔ خدا کی ذات میں قدرت بھی ہے اور ارادہ بھی وہ جیسا چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس نے چاہا کہ اپنے نور کا آپ مشاہدہ کرے اس لیے اس نے محمدؐ کے نور کو پیدا کیا اور اسی نور سے ساری کائنات کی تخلیق کی۔ بالکل ایسے ہی جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا ہے۔ اسی سے اس نے آگ، پانی، ہوا اور مٹی چار عناصر کی تخلیق کی، یہ سب آپس میں بلحاظ صفات لازم و ملزوم ہیں۔ ان سب کی تخلیق چونکہ ایک ہی مادہ سے ہوئی ہے تو یہ فنا کے بعد بھی ایک ہو جائیں گے۔ بالفاظ دیگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ خدا اس کی قدرت اور اس کے ارادہ ان تین سے اس عالم کا ظہور ہوا۔ اب یہ انسان کا فریضہ ہے کہ وہ خدا کو اپنے آپ میں پہچاننے کی کوشش کرے۔ انسان کی تخلیق بظاہر نہایت حقیر ہے۔ آدمؑ کو مٹی سے عیسیٰؑ کو بغیر نطفے کے اور انسان کو نطفہ سے پیدا کیا، اور جن و حور اور ملک کو

Hanif Razvi

نور سے۔ یہ اسی کی قدرت کے کرشمے ہیں لیکن یہ روح جو ہمارے جسم میں موجود ہے ہمیں محض اپنی غفلت کی بناء پر دکھائی نہیں دیتی۔ اس کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ وجود کی چار قسمیں ہیں

۱۔ واجب الوجود۔ مٹی کا۔ ۲۔ ممکن الوجود۔ وقت میثاق کا۔ ۳۔ ممتنع الوجود جس کا اظہار نہیں کیا جاسکتا اور چوتھا عارف الوجود۔ جو سب کو جانتا ہے۔

ممکن الوجود حواس ظاہر و باطن سے محسوس کرتا ہے اور اپنے عمل و فعل کی بناء پر اچھا اور بُرا ہوتا ہے۔ تن صرف انسان ہی نہیں بلکہ حور و ملائک بھی رکھتے ہیں اور اجنہ و شیاطین بھی جسم رکھتے ہیں اور اس جسم میں نفس کی موجودگی انسان کو تکالیف میں مبتلا کر دیتی ہے۔ انسان کو نفس پر قابو پانا چاہیے اس کی صورت یہ ہے کہ آپ اپنے کو اپنی اصل یعنی خدا سے جدا نہ سمجھے۔ انسان کی اصل نور ہے جس کو عقل دلالت اپنا ایک مستقل انفرادی انا سمجھتی ہے حالانکہ یہ نور قدیم ہے اور اس کا ادراک عقل مقیم ہی کر سکتی ہے اور یہ ادراک ہی معرفت ہے۔ جب عارف اس نور کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کا انا ایسا محو ہو جاتا ہے کہ اس کو یہ پتہ بھی نہیں رہتا کہ وہ مشاہدہ بھی کر رہا ہے اور اگر اس فنائیت میں اپنے مشاہدہ کا بھی احساس کرے تو یہ ظلمت و غفلت ہے۔ ایسا مشاہدہ عارف کے بس کی بات نہیں۔ خدا جس کو چاہتا ہے ایسی فنائیت عطا کرتا ہے ابتدائی سلوک میں عارف کو یہ شوق رہتا ہے کہ وہ خدا کو دیکھے لیکن وہ اس لیے نہیں دیکھ سکتا کہ اس کی ذات منزہ و بے چون ہے عارف کو چاہیے کہ وہ خدا کا مشاہدہ اپنے اندر کرے جیسے آئینے میں صورت دیکھی جاتی ہے۔ مشاہدہ کی یہی ایک صورت ہے۔ خدا اپنی قدرت میں محیط ہے بالکل اسی طرح

جیسے ہم اپنے ادراک انا میں محیط ہیں اور خدا ہماری روح کو محیط ہے۔ اسی طرح جیسے کہ ہم اپنے تشخص میں محیط ہیں اسی لیے جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا۔ خدا نے امر کن سے اس کائنات کو پیدا کیا یہ امر قدیم ہے جو فیکون ہو گیا وہ امر نہیں اس لیے قدیم نہیں۔

نفس کی چار قسمیں ہیں۔ نفس امارہ مخلوق سے رنگ برنگ کے کام لیتا ہے۔ نفس لوامہ برائی لعنت ملامت کرتا اور ریا کی طرف لے جاتا ہے، نفسِ مطمئنہ صبر کی تلقین کرتا ہے اور نفس ملہمہ شکر گزار بناتا ہے۔ روح انسانی جو پرتوِ ذات ہے اس کے خارج میں چار وجود ہیں۔ پہلے روح ذات کا عکس بن کر پیدا ہوئی اور یہ روح آدم ہے اس کو حکم ہوا کہ وجود میں داخل ہو۔ جیسے ہی یہ وجود میں داخل ہوئی اس نے اس خاکی آئینہ میں خدا کا پرتو دیکھا اور سجدہ کیا۔ ذاتِ حق جوں کی توں منزہ رہی۔

خیر اور شر دونوں اللہ کی طرف سے ہیں اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ مقدر کیا جا چکا ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ بندہ جو کچھ نیکی اور بدی کرتا ہے وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے اس لیے کہ انسان کو اس کا علم نہیں دیا گیا کہ اس کی تقدیر میں کیا ہے اس کو بھلے بُرے کی تمیز عطا کی گئی ہے کہ وہ بُرائی سے احتراز کرے اور بھلائی اختیار کرے اگر وہ تمیز سے کام نہ لے اور غلطی کرے تو اس کے لیے سزا ہے۔ اس کے اعمال کی ذمہ داری اس کے اپنے نفس پر ہے، خدا علیم ہے وہ سب کچھ جانتا ہے کہ بندہ کیا کرنے والا ہے۔ یہ جاننا تقدیرِ الٰہی ہے۔

انسان بُرے کاموں میں طرح طرح کی تدبیریں کرتا ہے اور نیک کاموں میں تکلیف سے بچنے کے لیے تقدیر کا سہارا لیتا ہے جب تقدیر پر بھروسہ تھا تو برائی کرنے میں عقل اور اختیار سے کیوں کام لیا۔ خدا نے خیر کو پیدا کیا اور

شر کو بھی اور تجھے اختیار دیا چونکہ ان تینوں کو خلق کیا ہے اس لیے ہر ایک خدا کی طرف سے ہے اور اس اختیار سے کام لے کر جو کچھ کرتا ہے اس کی ذمہ داری اسی پر ہے

ایمان یہ ہے کہ بندہ زبان اور قلب سے خدا کی تصدیق کرے اللہ نے بندہ پر تین چیزیں فرض کی ہیں عرفان ۔ ایمان ۔ اسلام ۔ عرفان یہ ہے کہ خدا کی قدرت کاملہ اور اپنے نفس کو پہچانے ۔ ایمان یہ ہے کہ خدا کو قادر مطلق سمجھے اصل ایمان خوف و رجا کے درمیان ہے ۔ اسلام تعمیل امر ہے ۔ اصل عبادت اور سرِ عبادت فکر ہے اور فکر یہ ہے کہ انسان یہ سوچے کہ جو کچھ اس کے نفس میں نفاظاہر ہوا ہے وہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور خدا کی ذات کی طرف راجع ہونے والا ہے اس فکر کے استغراق سے فنائیت پیدا ہوتی ہے یہی سرِ عبادت ہے، فکر کی دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے ہر عضو کے فریضہ کو سمجھے اور درستی سے ادا کرے ۔ سالک جو واصل بحق ہوتا ہے وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو جاتا ہے، ایک مقام شیطانی دوسرا مقام قرب ان دونوں کے درمیان چار راستے اور چار منزلیں ہیں ۔ ایک راہ شریعت و منزل ناسوت، دوم راہِ طریقت و منزل ملکوت سوم راہِ حقیقت و منزل جبروت چہارم راہ معرفت و منزل لاہوت ۔ حضرت برہان الدین جانم نے ان مقامات و منازل کو تفصیل سے بیان کیا ہے

اس کے بعد مصنف نے ذکر، مراقبہ اور مشاہدہ کی وضاحت کی ہے اور ذکر جلی اور خفی کی وضاحت کرتے ہوئے مختلف اسمائے الٰہی کے ذکر کا طریقہ اور اس کے فوائد بیان کئے ہیں ۔ اور اس سلسلے میں لطیفہ قلبی کی بھی صراحت کی ہے اور نیز شیخ کامل کی ضرورت پر زور دیا ہے ۔

چار قندیل آغا پورہ حیدرآباد
۱۲؍ جولائی ۱۹۶۱ء

محمد اکبر الدین صدیقی
لکچرار سائنس کالج سیف آباد ۔ عثمانیہ یونیورسٹی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کرے سو ہوے کہ قادر توانا قوی کہ او قدیم القدیم اس
قدیم کا بھی کرنہار ہیچ ہیچ سو تیرا اٹھار۔ و ہیچ ہوا بھی تج تھے بار۔
جدھاں کچھ نہ تھا بھی تھا تہیں دوجا شریک کوئی نہیں۔ ایسا حال
سمجھنا خدا تھے خدا کوں۔ جس پر کرم خدا کا ہوے۔ سبب یو زبان
گجری (زبان) نام ایں کتاب کلمۃ الحقایق خلاصۂ بیان و تجلی عیاں روشن
شود انشاء اللہ تعالیٰ کہ خدائے تعالیٰ قدیم القدیم کیوں تھا، ذات و
صفات و کل مخلوقات ابتدا و انتہا، باقی و فانی، قدیم و جدید،
باہمہ و بے ہمہ، بدیں سبب سوال و جواب روشن کر دیکھلایا
ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کہ خدائے تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ خدائے
تعالیٰ کی نظر ادراک کرنہاری ہے جملہ مخلوقات پر، کہ وہاں وہماری

ف ابتداے ایں کتاب کلمۃ الحقایق گفتار حضرت شاہ برہان صاحب قدس سرہٗ العزیز تصنیف کردہ است و بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تبعین الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ بداں کہ کلمۃ بیان تصوف عیاں الحقایق۔ بہ تمام روشن عاشقاں و عارفاں و واصلان حق بذاتہ نماید طبق عن طبق منزل بہ منزل لامکاں رسد۔ و ہذہ الکتاب قطب الاقطاب حضرت شاہ برہان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز تصنیف کردہ اند۔
ف دیکھن ہار
حواشی قوی صا ع۱۵ کچھ نہیں بھی تھا تھیں۔ نمبر ۱ ای نمبر ۲ (ندارد) ع۵ ہوے ص۶ کی وہ۔ ع۴۲ گجر زبان۔ ع۴۳ دکھایا۔

نظر نہیں انپڑ نہاری ہے ذات قدیمی پر اگر کوئی اوس کے قدیمی بوجھے[1] تو شریک[2] کھڑا رہیا اس سبب فرمایا کہ قال اللہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ ایسا کسی کا مجال ہوے گا کہ پچھان ذات کا کرے گا۔ کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ تفکروا فی صفات اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ[3]۔ ولیکن جیسے خدا لوڑے اُسے راہ دیوے اپس میں کہ یھدی من یشاء امید دیکھلایا و مدد کیا کہ قولہ تعالیٰ الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ تو جہد کشش[4] کرے خدا میں خدا تھے کہ قال علی کرم اللہ وجہہ[5] کہ عرفت ربی بربی ۔ سوال۔ کہ خدائے تعالیٰ اول تھے اول کیوں ہے[6] ۔ جواب۔ قدیم تھے قدیم اول تھے اول اپیں تھا۔ سوال۔ کہ کیوں تھا و کہاں تھا؟ جواب۔ بے چوں و بے چگونہ تھا و چون و چرا نہ باید گفتن ولیکن ہستی باقی لاشک ولا شبہ۔ سوال۔ او کہاں تھا کہیں تو تعلقات جاگا سوں اول دھرتا تھا بھی؟ جواب تیرے بھی وقت سوں تعلق دھرتا ہے تو اس ہر شے[7] کا آفریدگار دھج[8] جان اور اس جاگا کا سب کا آفریدگار

ص۱ پوچھے ص۲ شرک ص۳ یعنی فکر کنید در صفات خدائے تعالیٰ و فکر مکنید در ذات او۔ ص۴ کوشش۔ ص۵ کہے
ص۶ تھا ص۷ ندارد۔ ص۸ وہی۔

وہی پچھان ۔ اس[1] تھے اول واول کا بھی اول و آخر، قدیم وجدید،
سب اس تھے بے زبان ہوتا اس تھے بول میں آیا کہ اول تھے
اول ہے جملہ مخلوقات تھے لامکان ہے[1]۔ کہ چنانچہ خواجہ روم او
خواجہ شبلی پرسید " قال ما التوحید ؟ قال من اجاب عن
التوحید[2] فہو[2] مشرک ولم یعرف ذالک فہو کافر ۔ وسال عنہ
فہو جاھل " **سوال** ۔ پس سمج نہیں کیوں قرار دینا د تحقیق
کوں کیوں انپڑنا کہ کچھ نہیں پس کیوں ؟ ۔ **جواب** ۔ اے عارف
توں مخلوق ہے ۔ تیرا تعلق ورہنا یک جاگا سوں تعلق دھرتا ہے
کہ توں بندہ عاجز بے قدرت وخدائے تعالیٰ کوں یہ آرزومندی
نہیں کہ توں بے قدرت، وخدائے تعالیٰ باقدرت اپس سوں
اپے ہتا ۔

سوال :۔ قدرت کیا ؟

جواب :۔ خدا پناہ کہ من خداوندیم ، انی انا اللہ جس فرمایا آں ہنی[4]
برہمہ منی باشد ۔

ف[1] ہوالاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شئ علیم ۔ بے زبان ہوتا اس تھے دل میں آیا کہ اول تھے اول ہے جملہ مخلوقات تھے لامکان ہے ۔ ف[2] فہو ملحد ومن عرفت توحید
حل اس تھے اول کا ہی اول ہی پچھان ۔ ف[2] فہو ملحد ومن عرف التوحید فہو مشرک ومن لم یعرف ذالک فہو کافر ۔ ومن سأل عنہ فہو جاھل ف[3] انپڑنا کہ کچھ نہیں ف[4] آں برہمہ شد

Hanif Razvi

سوال :- در قدرت و خدا فرق چہ باشد؟
جواب :- کہ قدرت تعلق با فعل دارد۔ کہ اپنے فعل پر نمودار شاید باشد واللہ تعالیٰ ازمنی خود و اپنے فعل تھے منزہ[ص] و در پنہاں گنج باشد حدیث قدسی کہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت، ان اعرف۔
سوال[ع]:- پس آں گنج را چگونہ باید شناخت؟
جواب :- کسے را کہ او خواہد۔
سوال :- پس جہد اپنا[ص] کیا نہیں؟
جواب :- جہد اپنا ہے کہ فاعل[ص][ع] مختار کیا ہے۔ قدر حال اس کا جان اپنا اس کوں دیا ہے ولیکن توفیق الی اللہ۔
سوال :- پس کیا کیں شناس ہوے ذات کا؟
جواب :- اس باب نبیؐ ہمارے فرمائے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔
سوال :- تو میں کون؟
جواب :- توں نور محمدؐ کا صلی اللہ علیہ وسلم۔
سوال :- کہ کیوں کہو منجکوں؟

ص[1] منزہ اما در پنہاں گنج باشد کہ۔ ص[2] کیا اپنا نہیں؟ ص[3] تو نور کیوں کہو منجکوں۔
ع[1] یہ سوال اور اس کا جواب ندارد۔

جواب:۔ اول آفرینش نبیؐ نور دیکھ کہ چگونہ آشکارا کرد بعدہٗ تمام عالم واشیا اس نور تھے بار کیا۔ یوں منقول جنایا[ن۱] قول[ن۲] علیہ السلام[ا ع]۔ انا من نور اللہ وکل شیءٍ من نوری۔

سوال:۔ جد[صا۱] کچھ نہیں کیا تھا؟ آپیں آپ تھا۔ پس نور نبیؐ کیا کیوں ظہور؟

جواب:۔ سن کی اللہ تعالیٰ مخفی گنج تھا درام امنیت درخودی خود نہ پنہاں نہ اظہار[صا۲]، نہ اکار نہ ترنکار[صا۳]، نہ جلال نہ جمال، نہ شوق نہ ذوق، نہ یاد نہ فراموش، نہ رنج نہ گنج، ولیکن چہ گوید کہ امن امنیت المقصود، مقصود پس در خودی[صا۳] خود ارادت کرد مثل ہمچوں تخم در زمین غبار گرفت بعدہٗ انگور جنایا تخم تھے دکھایا کوم، وآں غبار کہ در قدرت پنہاں بود[صا۴]، چوں[صا۵] از تخم بیروں آمد وآں قدرت کہ پنہاں بود اظہار شد کہ رسم اللہ در آگاہ خود۔ آگاہ جے ذات کا آگاہ بیا، سو قدرت جدید و در غبار اول ذات قدیم۔ برائے آں عارفاں می گویند کہ قدیم وجدید اوست۔ پس پوجھ بعدہٗ بوجھ[صا۶] ونذ[ا ع] انکہ[۳ع] اسم اللہ کہ من اللہ درخود اظہار کرد بعدہٗ برقدرت منی آں گنج کہ پنہاں بود شاہد شد بر خودیٔ خود بعد ازاں میانِ ہر دو عشق افروخت ؎

[ن۱] جنیا [ن۲] قول [۳ع] زاکار۔

صا۱ جے کچھ صا۲ نہ انکار صا۳ خودی خود خدا از ارادت کرد صا۴ پنہاں بود اظہار شد صا۵ وچوں.... پنہاں بود کی عبارت موخر ہوئی ہے اور در آگاہ خود کے بعد لکھی گئی ہے۔ صا۶ بوج کہ بعدہٗ بوج۔

ا ع حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ۳ع وآنکہ

جوں کی لکڑی بھیتر آگ — بھڑکا، نیکلیا، جیوں کی جاگ
با زد عشق تھے کرنے سار — کیتا نور نبیؐ کا بار

جان اے عارف! خدا میں و اس کی قدرت میں کچھ فرق نہیں بلکہ او سو قدرت، قدرت سو او، چنانچہ یکے است جیوں کی کافور ہور خوشبوی در گل یا شیرینی جیوں کی شکر یا بوئی در دوئی نہ کہتیں کھری یک۔ نہ کہے جائیں دو۔ کیا تابش جوہر کی جوہر تھے جدا ایسا معمہ خلاصہ، جز مرشد نہیں۔ ایسا ذات دوپنے بغیر یکسو۔ محمدؐ نور اُمّی کا دیکھ کہ ان لوڑیا کہ اپسیں اپیں دیکھوں کہ عشق کا غلبہ تو کرنے ہوا سار تو قدرت سوں نظر کیا اگوچر کی آرسی کیا۔ سن تزنکار کی۔ اس ہوا تھے وہ ہوا آدھی، جہاں نور محمدؐ کیا شاد ہے۔ پس آں ہوائے صفا را آئینہ ساخت و مشاہدہ خود بخود دید۔ چوں ذات اللہ شاہد است و ہم ثانی شاہد نور محمدؐ در آئینہ صفا کی امر ارادت بھا کی، کن فیکون دجان اے عارف! نہ کاف و نہ نون کو نن جاگا اس میں۔ اس پنے

ت ۱ع۔ بعد ز ۲ع ت (اضافہ)۔ قدرت اس کا پرتو ت ۳ع در گل (موجود نہیں) ت اگر جیکے ث ۴ع کی ت وشاہد
ص ۱ شیرنی ص ۲ گل ص ۳ کھری در یک نہ کھیا جائے ص ۴ جوہر کی جوت ص ۵ اس ص ۶ نرانکار ص ۷ کی ص ۸ شاہدی
ص ۹ کون جاگا نور اظہار در نور صفا و ہوا۔
۴ع جیوں کی ندارد ۵ع در دوتا۔ ۶ع کہا جائے۔ ۷ع محمدؐ کا نور۔

میں اظہار نور در صفا ہوا ولیکن در کلمۂ کن فیکون معذور ہے۔
پس و پرتو ذات کا سو نور محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم قدرت سوں
چینت[1] کر شاہد کیا محمدؐ[2] کے نور کوں۔ پس[3] از شاہد نور ہمہ نور را آفرید۔
کہ انس و جن و ملک و ہمہ اشیا پس آں نور در صفا شاہد بود و
ازاں شاہد، شاہد ہمہ عالم شد و آں[4] ہمچوں چراغ از چراغ
افروخت و آں[1] نور را روح القدس گویند۔ برائے آں محمدؐ نور را
ابو الارواح گویند۔ پس ثابت شد کہ اَنَا مِنَ النورِ اللّٰہ وَ کُلُّ
شَیٔ مِن نُوری سبحانہٗ وتعالیٰ۔ اس نور کے عشق تھے لطافت
کیا پس لوڑیا کی ظہور کروں[2] باد زا س صفا تھے ہوا کیا، و ہوا
تھے باد کیا، و باد تھے آگ کیا، و آگ تھے پانی کیا، و پانی تھے
خاک کیا تمکہ جز ہوا باد کوں جاگا نہیں و جز باد[3] آگ کوں
پرورش نہیں و جز گرمی پانی کوں جوش اظہاری نہیں و جز
پانی زمین کوں وجود نہیں۔
سوال :۔ کہ تحقیق کیوں ؟

۱؎ حاشیہ پر یعنی باب روحاں کا۔ ۲؎ بعد ز ۳؎ اضافہ وقال علیہ السلام خلق الانسان من طین و خلق الطین من مائی و خلق الماء من نار و خلق النار من ریح و خلق الریح من بین الکاف والنون۔
ص۱؎ اچنت کر۔ ۲؎ نور محمدؐ کوں ص۳؎ پس از شاد بود و از شاہد نور در ہمہ نور را آفرید ۴؎ کرافل۔
۴؎ و آں (ندارد)

Hanif Raza

جواب: کہ قدرت میں کل موجودات اما حکیمے حکمت دیکھلایا سمجا لوڑے کہ خاک تھے سنگ و شجر بار و لیکن ہمہ خاک است۔ جان، اے عارف! ایکس میں یک چیز ہیں سب فنا بھی یکس میں یک ہونہارے ہیں زمیں پگلے تو پانی میں مل جائے۔ پانی کا ہیزم آگ میں، آگ کا ہیزم باؤ میں، باؤ کا ہیزم ہوا میں، ہوا کا ہیزم صفا میں، صفا کا ہیزم قدرت میں قدرت کا ہیزم ذات قدیمی میں۔ جان، اے عارف! جے چیز جہاں تھے آیا وہاں جہ فدا ہونہارا ہے دِسنے میں دو۔ آپس تھے فدا ہونے میں یک جیوں جل ہولے کوں کیا جدائی وجود دوسرا ولے پانی تو یک بیت، تو ایسی قدرت بار: یو کے عناصر چار۔ پس وہ نور محمدؐ و آں گوہر لطیف در صدف خاک نہادہ، با ترکیب چہار عناصر آمیختہ کرد۔ اللہ تعالیٰ آپس تھے، وقدرت تھے ان دو کا لبستار عالم آشکارا کہ یکس تھے یک کہیں پن دو تو کچ نہیں۔ قدرت و خدا، یک میں دو تشبیہ جیوں یک قلم جز چیزے میں کیوں بھی ایسا رمز، خدا و قدرت و خدا کے ملن میں عالم ہوا کہ جز دو تسرا نہیں۔

ل[1] حزم (املا) [2] قدیم

ص[1] موجود انتھا ص[2] حکیمیں دیکھلایا ص[3] ہو ص[4] جدائی ولے وجود۔ ص[5] ولی (ندارد) ص[6] ترکیب ہر چہار ص[7] یکس سوں مل یک کہے ص[8] یک قلم جز چیزیں مشکوں جاگا نہیں۔

ا[1] حکمی دکھلایا [2] جہاں تے۔

الثالث بالخیر۔

عجب قادر قیوم کہ در شکم قدرت عالم را بیرون آورد، ہمچو فرزند از شکم مادر زاید تو عالم فرزند خدا کا۔

سوال:۔ تو کلام ربانی خبر می دہد کہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔

جواب:۔ اے عارف! جیوں پکار مخلوق کا یو تشبیہ نہیں ملتا وہاں یہ عالم کیوں ہوا (۱) کام (۱) کام نہیں تشبیہ جیوں کی سر پا کنند[۱] آفتاب تھے پڑے آگ۔ یوں قدرت تھے عالم اٹھے جاگ۔ پس اینجا صحیح نماید۔ نہ کسے زادش اورا نہ کسے از وے زاد۔ ذات اللہ تعالیٰ منزہ ہے۔ تمام آفرینش دوستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا[۱۲] خبر لولاک لما خلقت الافلاک۔ پس اے عارف! توں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس خاک میں ظہور دیکھلایا تا کلام ربانی کہ اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ۔ تا آں گوہر قدیم در خاک نمود۔ جز پچھان شناس نہیں و پچھان[۴۲] کے تا اندھلا کہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ پہ دو چیز فرض کیا۔ اپس پچھانا اور خدا کوں۔ حدیث نبی علیہ السلام۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔

---

[۱] اضافہ کاارمیا
صا نگار ص ۲۱ تا
[۴۲] پچھان نہیں تو اندھلی کہیں۔

سوال:۔ اپنا پچھان کیوں؟

جواب:۔ کہ توں نور قدیم ازل ازلی، اپنے وجود میں تفکر کہ میں کون؟

سوال:۔ میں خاک کہ خلق الانسان من طین۔

جواب:۔ کلامِ ربانی حق ہے۔ اما فکر کیا لوڑے کہ میں وقتِ میثاق تھے ہوں کہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلق الارواح من قبل الاَجسَاد۔ و پس جان کہ توں گوہر کہنہ قدیم است۔ ترا ظہور راز خاک است۔ اس سبب کلام ربانی مِن طین واگر نطفہ بدانی کہ خلق الانسان من نطفتہ۔ پس فہم کن کہ آدم علیہ السلام را بیا فرید۔ آں وقت نطفہ کجا بود تا ایں کلام ربانی سرشت حکمتاں را۔ انسان کو یو دیکھلایا ولیکن اوس کی قدرت میں کچھ مشکل نہیں کہ اس کے من سنگھار۔ و من میں اُتپت پس قدرت میں اشکلاۃ کچھ نہیں سب باپ سکتا قادر ہے۔ و عیسیٰ از شکم مریم آنجا نطفہ کئے۔ و ملائکاں و حوراں جیو پنے میں شک نہیں کہ نور قدیم اس نور تھے

ٹ اپیں پچھانے۔ ٹ اے عابد۔ ٹ قدسی۔ ٹ حکمت کار۔ ٹ من میں اسنکار۔ ٹ کجا۔

ص خلق الانسان من طین وخلق الطین من ماء وخلق الماء من النار وخلق النار من ریح وخلق الریح من بین الکاف والنون۔ ص دیکھ ص سرشت حکمت کا انسان ص از شکم (ندارد) نسخہ کجا

ہے (ندارد)

جن و انس و ملک تو نور پر بُرقا قدرت کا وجود کیا تو نور ہوائے صفا تھے نمودار ہوا وقت میثاق کوں، پس فکر کن کہ روح قدیم اول آدم کا خاکی برقا مرتب کیا۔ بعدہٗ روح پر امر ہوا، کہ وجود میں دخل کر پس روح آدم خوف کرد در ظلمات، پس فرمان شد کہ اُدخل کر اھیتہٗ و اُخرُج کر اھیتہٗ پس جوں دخل کیا۔ امر شد ملائکہ را کہ اُسجُدُوا لِآدَمَ نہ کہ امر بر خاک۔ امر بر روح لطیف گو ہر قدیم۔

سوال:۔ تو ابیں کون؟ اگر دم کہوں تو باؤ ہے یو حرکت سب باؤ کا تن میں کہ شناس جز دم جیو کون ہے؟ اور سو کہنا؟

جواب:۔ دم ٹکڑا باؤ کا خدائے تعالیٰ حکمت دستر گی بدل حرکت ساندھیاں کا چلنا۔ اس سبب دم یو سرشت چہار عناصر میں ہے تو فہم کر کہ دم پر تو کوئی ہے جان کہ یو دم تیرے فرمان میں ہے۔ وقتے یک جاگا کا دم مرتا تو وہاں کا حرکت منہ ہوتا۔ پس تون جا نہارا تو ہے قدیم۔

ٹ مرکب۔ ٹ بروح (اضافہ) ٹ حکمت (اضافہ)

ص۱ پس فکر کردیکھو۔ ص۲ آدم پر خاک کا برقا ص۳ روح کوں ص۴ دیگر و ادخل کا الحیت و اخرج کا المیت۔ ص۵ بعدہ بر خاک یعنی آدم را کہ امر بروح لطیف تو ہر قدیم۔ ص۶ حکمت بدل ستر ساندھیا کہ ہلنا چلنا۔ ص۷ یو دم ص۸ دیکھ ص۹ فرمانبردار ہے ص۱۰ کم۔ اع کر ۳ع در روح لطیف۔ ۳ع جز دم کون ہے اور سو کہنا ۴ع تون ۴۵ پس تا قدیم (ندارد)

سوال :- تو فہم نہیں ہوتا کہ اس دم تھے اور تن سے خارج نہیں دستا ہوں ؟

جواب :- اس منزل میں توں دیکھ۔ اگر دست کسے ببرند و ببیں کہ در دست دم کجا رفت ہموں طریق اگر دست و پائے و ہمہ اعضاء ببرند و دم ہم بر باد رفت ولیکن تو ہم دیدبان بوجھن ہارا قدیم ہے۔ یہی طریق بہ فرمان رب العزت روح تن سے کنارے ہوتا[1] تن تمام خاک در خاک شد۔ ولیکن روح نہ میرد کہ روح قدیم است۔ فرمان شد کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُم و روح جواب داد کہ قَالُوا بَلٰی۔

سوال :- تو کچ فہم[1] نہیں دیتا کہ تن میں حرکت کرنے[2] ہارا روح ہے ولیکن کیوں بیان یاں کیا۔ غفلت میں نظر[3] پھوٹتا نہیں درجیں۔

جواب :- اے عارف! تیری نظر میں غفلت آتا سو تیرا تسرا تن[4] غفلت کا بھی یو دوزخ ظلمات ہے۔ ہور یو فہم داری ہے چھپیا[5] سو عارف الوجود یو عرفاں تیرے روح کے مرکب کی[6] ان کوں ہے۔ ایسے تین تن غیب کے، سو تیرے خاکی اس تن میں ہیں[1] وہ توں گوہر

---

[1] اع میں نہیں دستا۔

ص[1] ہوا ص[2] روح حرکت کرنہارا ص[3] پھوٹیا ص[4] تسراتن وہاں ص[5] ہوتھا ص[6] ان کی۔ اع ہے۔

نور خدائے تعالیٰ ترا در تن ہر چہار صدف اندر نہادہ است۔ تا تو فہم کن کہ من کدام؟ ایتال یو فہم کر، اے عارف! اس کلمتہ الحقایق میں آسان کر دیکھلایا ہوں۔ برکت مرشد کہ وجود چہار، یکے واجب الوجود یہ دستا مائی کا۔ ممکن الوجود، دسنا وقت بیثاق کا۔ و ممتنع الوجود نہیں آتا دکھلانے میں آشکار رے۔ اشارات کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ۔ و عارف الوجود۔ ہر شئے را استماس کنندہ با صحبت مرکب روح است و دریں ہر سر محیط است۔ اما تمام یو معما جز انجن مرشد گمان دور ہوتا ہے۔ ایتال کہ علم الیقین بے نہایت و جز عین الیقین تحقیق شود۔ تا اے طالب تسلیم باش و فہم نیک کن۔ ایتال تیرا تجھے دیکھلانا لگے گا اگر نورے خدائے تعالیٰ تو توں ارے فکر کر دیکھ۔ یہ نکات قرار رکھ کہ جیتا رمز ہوتا و اشارت و فعل و حرکات و سکنات، تیرے وجود میں جیتے فعل پر اس کا محاسبہ لین ہارا کوئی ہے تو عارف اپسیں عقل کبیرا اگر اسی خاطر خوب قرار کر سن۔ اس وجود خاکی دیکھین ہارا ہو کہ میں تو اس کا جانہارا گو ہر توں

ٹ اع آتا توں فکر کر ع اول دوسرا ممکن الوجود تیسرا ممتنع الوجود چوتھا عارف الوجود۔ واجب الوجود
ٹ نفظ آشکار اندارد۔ ٹ ع دھرتا ہے ٹ رکھن ہارا۔ ٹ ع جان اضافہ۔
ص ع بدارد۔ ص گمان دور ہوتے۔ ص ایتال ندارد ص اسے

Hanif Razvi

خاک نہ ہوے۔ اس جان پنے کوں مرگ نہیں۔ ایسا اس تن میں جان سو توں سب چیزاں پر دوکھ سوکھ، مرنا وجیونا، فانی یاباقی یا ہوتا وجاتا۔ اس کا جانہارا سو توں۔ یہ تن خاکی نہ ہوے توں۔

سوال:۔ کہ صحی نرالا دستا ہوں میں اس تن تھے؟

جواب:۔ اس[۱] کی آنکھیں تن تھے خارج بھی نظر کر دیکھ کچھ دستا یا نہیں؟۔

سوال:۔ یہ تن الادھا[۲] دستا ولیکن جیتا بکار سو ٹوٹے نہیں بلکہ شستنتر[۱] بکار روپ دستا ہے۔ یک[۲] تل قرار نہیں جیوں کی مرکٹ[۳] روپ؟۔

جواب:۔ اے عارف ظاہر تن کے فعل تھے گزریا و باطن کرتب سب دستے، اس کا ناؤں سو ممکن الوجود۔ دوسرا تن[۴] سو یہی کہ اس اینڈرین کا بکار وچیشٹا کرنہارا سو وہی تن، نہیں تو یو خاک و سوکھ دوکھ بھوگن ہارا جیتا بکار روپ وہی دوسرا تن تو توں نظر کر دیکھ یہ تن ہم سوں گزریا تو کن اس کے کیوں رہے۔

---

۱ ل ۱ع اس تھے ان کے ۲ ت الاحدہ ۳ ت مرکھٹ۔ ۱ ے ۲ ت ۳ ع وسکھ ودکھ کا بھوگن ہارا۔ (اضافہ)
ص۱ استر ص۲ وبھی ص۳
۴ع تن (مکرر)

Hanif Razvi

سوال :- جیوں باؤ آیا و نکل گیا و لیکن جھاڑ کا ڈول تو رہیا۔
جواب :- صحیح و لیکن بہت جھڑی ہوئی جھاڑ کوں تو باو نا رہی
اس سبب تیرے نفس کے فعل کے پات تیری روح کے سات لگے
ہیں۔ و بارا سو نفس اس سبب جھولے میں پڑیا تو پس وہاں کا بھی
دیکھن ہارا ہو۔ وہاں کے بکار روپ کا جیتا چیشٹا ہوتا جہاں تھے
سوچ دوسرا تن وہ توں اس کا الاداد دیکھن ہارا سو اس میں نکو گِن
ایسا بکار روپ سو روح کا مرکب و جیسا تن یہ ویسا چھ اسی کا
عکس۔ وہ تن قدیم، میثاق کے وقت کا۔ اول وتن بازدیہ تن۔
اسی کا عکس یو، ایتال کے دیکھنے میں اس کا عکس دیو تن وقتی
ورسیری و طیری کنارے ہوتا ہے۔ و روحانی تن و ملائکاں و
حوراں بھی تن دھرتے ہیں۔ و بت و قولیں بھی تن دھرتے ہیں۔
جسے چیڑ ناپاک دیوانگی کے یہ جیتا اس تن سوں شہوت، حرص
ہوا خمس کا مورچا اس کی صحبت سب اسی آزار ہوتا ہے۔

ٹ باقی (اضافہ) ت صحی ت و سب کا (اضافہ) ت سوتے وقت (اضافہ) ث دو دیو دانو بھی تن
دھرتے ہیں۔ (اضافہ)

ص ا ڈولنا ص جیتا اوسی کا م علاحدہ ص اس کا۔
ا ڈول باقی رہا ع ایسے سب ہ ع وہ جسے چڑ ناپاک باتوں کی۔

Hanif Razvi

جیوں لوہا صحبت میاں[ص۱] بھوگن، سونگنا، چاکھنا، دیکھنا یہ فعل سب
اس تن کے یہ کیا بانہ دکن[ا۱] سب رہے ہے بلکہ زیادت دیکھلا[ن۱ع۲] آنے کی ایسے
قدرت خدا کی فہم میں آتا و نظر میں نہیں دستا ولیکن دل کی نظر
باطن اس میں آتا ہے تو توں اس کا مہم دار ہوو دوزخ و بہشت کا
حساب سب اس سوں تعلق دھرتا ہے۔ کہ توں وتے سب فعل
پر قادر ہوہ الادھا[ن۲] توں اس کا شاہد[ص۲] ہو و جواب دہ۔

سوال:- منجہ اس کا بھی بکار دیکھنہارا ہوں۔ جیوں اس تھے
جدا ہوا تیوں اس حرص[ص۳] کے پیر تھے یہی جدا دستا ہوں تحقیق
ان دو نھوں منجہ میں الادھا چھ ہوں۔ جیوں سینپی میں کیڑا ہور
سینپی میں موتی ہور سینپی کا ہلن کیڑے سوں و کیڑے تھے الپت
ہور منزہ موتی۔ تیوں میں ان دونوں تن میں۔

سوال:- یک اندیشہ کہ اس تھے میں الادھا اپس[ص۴] میرا رہن
انکھی[ص۵] دستا نیں ان دو نھوں تھے خبر از جیب تو مخفی منجہ[ا۳ع۲] نیں جاگا[ص۶]
نیں۔ ظلمات کے کوے میں پڑیا اس سبب جاگا دستا نہیں۔ اس[ا۴ع۲] کا
کہومیت[ن۳ ص۷] سمجھ ہوے تیوں۔

ن۱ ع۲ دکھلانگے۔ ن۲ الاعیدہ ن۳ ماہیت کھرے تیوں۔
ص۱ میاں کی۔ ص۲ شاہد جواب دہ ص۳ حرص پر تھے بھی۔ ص۴ بس۔ ص۵ ان کی ص۶ جاگا دستا نیں ص۷
اس کا معیت (ماہیت) کہوہیت۔
ا۱ اس کے سب رہے ا۳ع۲ منجہ میں (نداند) ا۴ع۲ اس کا ماہیت کہو صیئت سمجھ ہوے تیوں۔

جواب :- بھی ظلمات اندھارا سو ممتنع الوجود ۔ پس اے عارف!
وہاں توں کون سو دیکھ؟

سوال :- ان دو کا شاہد سو وہاں میں دستا نہیں ۔ میرا منج
گمان کی میں وہاں نہیں ص۱۔

جواب :- اے عارف! یوں غفلت میں بھا کر اپیس کی چھپایا؟
اس غفلت کا خبر توں کہتا ہور توں ص۲ آپسے دیکھتا ۔ دیکھن ہارا دستا
سو کھوے ۔ جوں کی انکھیاں ہور آرسی کوں تفاوت ہے ۔ خوب
فہم کر اے عارف ۔

سوال :- صحیح میں دیکھتا ص۳ سو دستا کیوں ہوے گا ۔ ولیکن کمی ص۴ کہ
عقل کوں فراموش ص۵ اپنے حال میں نہ بیداری و نہ خواب دستا
جو ان غائب ۔

جواب :- اگر تو نہیں تو خبر کہن ہارا کون؟ اس کمی ص۶ کا یہ جے کچ
یا دو بسر ہوتا ہے سب جاگا میں وہی عارف الوجود ۔ غواص کر نہا لا
توں اس غفلت کا شاہد ہو ۔

ص۱ کمی درکمی ۔

ص۲ بیرے بیچ ہے سوں کر سب خاطر لیا لی اپیں بی سوچ سمج کر منجہ بیچ بیچر سمجائی ص۲
توں اسے دیکھن ہارا دستا تو نہیں ۔ ص۳ دیکھو ہار اص۵ اسی ص۲۶ کمی ۔
اع ملکے درمیکے ۔

Hanif Razvi

سوال :- اس غفلت کا بھی میں دیکھن ہارا۔ اپے غفلت میرا گھر۔ اس کا چ ہوں سو۔

جواب[۱] :- توں عارف و

سوال :- عاقل میں منج تے دسرا منج میں کوئی نہیں دستا ایسا فہم کرنہار اسو میں۔

جواب :- آرے[۱ء] ! یہ عرفان تجھ میں انھوں تینوں وجداں کوں سمجھنہارا سو یو عارف الوجود چو تھا تن، اسی کا ناؤں[۳] یو عقل بھی تج بیر بار کی رکھے یاد بسر توں عقل نہ ہووے۔ اس عقل کا بھی شاہد سو توں۔ جوں کی کشتی پر کا دیدبان اچھتا۔ دیدبان کشتی نھوے خوب فہم کر۔

سوال :- صحیح عقل پر میں شاہد ہوں۔ چند بار عقل[۲] آتا و[۳] عقل جاتا میں کوئی گواہ دار تو ہوں صحیح[۵] عقل نھوے و لیکن[۶ء] اقرار قرار نہیں آتا؟

جواب :- اے عارف! سبب کیا خوب دیکھن ہارا ہو عقل تو توں نہیں ہے کہ توں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ بر سر تو عقل بار گیرد او الٰہی باشد۔

---

[۱] تج کوں سمجھن ہارا سو یو عارف الوجود۔ ایہی یہ عرفان تجھ میں الی آخر [۲] ہور چند بار عقل جاتا [۳] نھو یو [۴] ہے تو تو (اضافہ)

[۵] جواب۔ تو عارف یو عرفاں تج میں ان تینوں وجوداں کا۔ [۶] اے عارف [۷] اس کا بھی شاید سو توں [۸] عقل آتی ہور چند بار عقل جاتی عقل پر میں تو۔ [۹] صحیح عقل میں نھوے و لیکن تو تو اقرار نہیں آتا۔

[۱ء] (جز اول موخر و مقدم ہوا ہے)

Hanif Raza

سوال:- تو ایسی عقل پر میں گواہ دار سو وہ گواہ جز عرفان تو نہیں۔ وگواہ داری یہی عارف الوجود۔ اس وجود کا عرفان ہینچ[۱] کیا تفاوت ہوے گا۔

جواب:- تو تیری عقل کیا قدیمی ہے۔

سوال:- قدیمی صحیح؟

جواب:- از شکم مادر وقت زادن ترا عقل نہ بود اماتج میں توگمان نہیں کہ توں ہے یا نہیں۔

سوال:- صحیح ولیکن اس کا بھی شاہد توں ہوں۔

جواب:- تو توں شاہد نور تھا نہ کی عقل۔

سوال:- شاہد گواہ دار واصل شاہد سوچ عقل۔

جواب:- صحیح وہ، ہدایت قدیم مستقیم سو یو فہم ہے اما عارف الوجوٗ نھوے۔

سوال:- تو عارف الوجد میں وشاہدی میں کیا تفاوت سمجاوٗ۔

جواب:- فہم کن اے سالک! اینجا ارادت توڑے خدا کا فہم ہونے تیوں نہیں تو چرخ ہے اے عزیز۔ ایں دو نکات فہم کن کہ چہ نشان

صف[؟] ندارد (توں)۔

[۱] ہینچ ہوئینگا۔

می دہیم[۱] یکے عقل مقیم است و یکے عقل دلالت کرنہاری ہے۔ ہر باب کا یو عقل[۲] عقل مقیم سو شاہد یو عقل دلالت سو عارف الوجود عقل دلالی کا اپچنا عقل مقیم میں تھے ہے۔ مثلاً جون کی انکاری تھے بھڑکا تو توں سدھ جان، و اصل فہم مقیم سو تو عارف الوجود کا عارف سو شاہد سو توں، تج شاہد و عقل میں تفاوت جیوں کہیو پگلیا اور تھیجا پگلیا سو عارف الوجود تھجیا سو شاہد۔

سوال :- صحیح میں شاہد : بیت

یہ چار و ٹوٹے بند ، منجے ہوا سہج اننْد
اس سب پر میں شاہد[۳]، نہ گھٹے نہ ٹوٹے یوں منج میں مینچھ اصل

جواب :- یو شاہدی، یو میں پنا بولنکار عقل دلالت کا کہ عرفان تھے شاہد ہوا جیوں آرسی تھے دیکھتا۔ اگر آرسی نہیں تو کیا دیکھتا۔ اگر عرفان نہیں تو شاہدی بھی نہیں۔ تو میں یو پنا عارفی کا باقی ہوا تجھ میں اس تھے تیڑا نانوں یک شاہد نہیں تو یو میں پنا جھوٹ بھی نور پنے میں ٹوٹ یو شاہدی عارف الوجود کا گن۔ پس یو عارف الوجود جھوٹ تو

ص[۱] دہیم یکے دلالی دوم عقل مقیم۔ ص[۲] یو عقل دلالی کا اپچنا ص[۳] اس سب پر میں شاہد میں آپ آپیں سب واحد۔

اع اس سب پہ میں شاہد نہ گھٹے ہیں نہ ٹوٹے یہ میں مجہ اصل۔

Hanif Razvi

یو[ص۱]شاہدی بھی نہیں کہ گاؤ بنچھ (ر ہی) نہیں وہاں سیوں کیا ہو گھر[اع] نہیں وہاں انگن کہاں۔ جہاں توں نہیں وہاں میں کہاں[ص۲]۔ تو توں نور نبی کا۔

سوال[ص۳ ع۲ ب۱]:۔ اصل نور کا حال اصل کے نور تج کا یہ شناس کیوں چا کھنا؟

جواب:۔ اصل حال وہ کہ جس وقت تیر اج میں سماؤ۔

سوال:۔ تو شاہد و نور میں تفاوت کیا؟

جواب:۔ شاہد بر کار یعنی عرفان سوکار و بے کار نور اصل نور نہ جان نہ انجان، نہ یاد نہ بسرنہ میں نہ توں۔ اصل نور میں نہ میں رہ سی نہ جا سی۔ کہ فرمان از دیوان میں بنا[ص۳] نہ رہ سی۔ و لے میں کھنہار[ص۴] نہ جا سی

سوال:۔ اصل نور کا حال کہ اصل نور بچیہ شناس کیوں؟

جواب:۔ اصل حال وہ ہے کہ جس وقت تیر اج میں سماو و جا گنے کا انتہا ہور نیند کا ابتدا ہر دو[ص۵] کے میاں[ع۳ ب] آں حال اصل نور یعنی دوسرا جنس نہیں۔

سوال:۔ تو میرا من کہاں بیتاؤ ہور کہاں سماؤ ہور کہاں اپاؤ؟

ص۳ ع۲ د ب۱ سوال و جواب ندارد۔
ص۱ تو شاہد علی بھی نہیں ص۲ کیا ص۳ میں پن تو کچ رہیا۔ ص۴ کہن ہارا جا سیا
ص۵ ہر دو کے میانے اصل حال نور کا یعنی۔
اع گھر بچہ ع۳ میانے۔

جواب :- تجھے قدرت میں سماؤ ہور قدرت میں اپاؤ۔
سوال :- پرچو کیوں ؟
جواب :- اپنا پرچیت اپس میں دیکھ تہیں بول پر پرچو لیکھ۔
سوال :- تو عارف الوجود میں تھے کاری وشاہدی بھی چھوڑا[۱]۔
پس یہاں تو عقل دلالی بغیر فہم نہ ہوسی و عقل مقیم تو ہے۔
جواب :- جز عقل کہیں سمج کوں جاگا نہیں۔ تو عقل عقل سوں پکڑ و فہم فہم سوں چھوڑ۔ یو عقل دلالی جان، مقیم کے نزدیک دیوا ہے۔ اس دیوے کا چار جے کچھ کھوئے سو دیوے سوں جو وے کھویا سو پایا پس دیوا انجھایا تو دیوا اکت کھتن[۲] کھیا نہ جائے۔ فہم فہم لیہ سمائے تو تیرا کہاں جاگا ؟ کس ٹھاؤں لاگا۔ یک ہو جاگا کہنا لگے۔
سوال :- تو میں کون منجمیں نظر کر دیکھتا ہوں ؟ چار وجود تھے خیرز[۳] ہو کر منجہ منج میں ڈھونڈ دیکھتا ہوں کہ کہاں رہن میری ہے تو میرا جاگا سن[۴] زنکار ہے ڈھونڈ کار[۲ع] اپرم پار۔ سینپ پور (سنپوم) زنکار در شت اگو جر[۵] سنیا کار اس میں میرا یوں ہے روپ جیوں کی خش خش، دریا میں چوب۔

---

[۱]اع۔ چھوڑے [۲] یو اکھٹہ گٹھن [۳] خیر یج (خارج) [۴] سنپورن [۵] اگو جر سن زنکار اس میں۔
[۲ع] ڈھونڈو کار (ندارد)

جواب: توں اس میں یک ہو جاتا کی جدا رہتا اس تھے؟

سوال:۔ جس وقت شاہد ہوتا اس وقت اس تھے جدا دستا نہیں وہی ہو سپورن رہتا۔ ولیکن اس نور میں سن نرنکار میں کچھ تفاوت نہ [ص۱] ڈیسے جوں کی دریا و موج۔ تو وہی سن نرنکار سو میں بے انت بے گنتہ بے نہایت۔ یہ جیتا بھوت اکار سب میری اور [ص۲] منجھار۔ اٹھارا ہزار عالم میرے پیٹ میں نہ منجے نشان نہ منجے مثل، نہ آنا نہ جانا، نہ کچ روپ، نہ کچ مانند نہ نشان، میں ہوں نرانکار سن سہجیں سہجاکار۔

جواب:۔ اے عارف بھی پھیر ظلمات و غفلت میں پڑیا توں۔ اس ہوا صفا کا دیکھتا [اع]، اس کا بوجھنہارا و توں کیوں۔ اگر توں سن میں مل گیا کہتا تو یہ نکل کر گواہ داد کون ہو آیا مثل جوں یک اندھاریے میں نہ اپس کوں اپیں سوجھتا و نہ دوسرے کوں دیکھتا۔ ولیکن میں تو کون ہوں کر جانتا۔

سوال:۔ صحیح ولیکن اوس وقت میں اپس نہیں جانتا البتہ جدا بھی ہوں اور اوس وقت تو صحیح ہیں۔

ص۱ نہیں۔ ص۲ اردو۔

اع دیکھن ہارا۔

Hanif Razvi

جواب:۔

توں کون گوہر نور — یہ سب غفلت کرنا دُور
توں نہ دیکھیا آپیں آپ — جی گھڑتا تا یہ پاپ
آرے توں اس صفا میں نور — کہ جیسا آکاس سور
آرے تو ایسی دیکھ — ظہور کون کرتا لیکھا لیکھ
جیسا توں ہے ویساو — کیا وہ سِنا کا رہے ایساو
وخیالی دستا ٹھاٹوں — وہ کیسا اپنا ناٹوں
اُس کا بھی نو درشٹا — وہ جوں چھاچ میں مسکا
یا جوں ہوا میں تارا — یا تھال ڈھلے جوں پارا
یا دریا میں جوں موتی — یا دیپ اندھاری جوتی

سوال:۔ آنال میں یو نچہ دستا ہوں جولک فہم ہے جہاں تھے سماؤ روپ تب میں وہی سروپ وہاں جوں نیر نیں نیر یا جوں کھیر میں کھیر دوسرا اپنا دستا نہیں سب سِتا کار دسنا۔ اس کا ہیت کھولو مجہ سمجاؤ کر بولو۔

ن۱ ص۱ جی گھرتا تج ناپاپ۔ ف۳ ص۲ اضافہ ت۲ اہیں (اضافہ) ص۳ ظہور اضافہ۔ ص۳ میں ن و ت۲ خارج ص۴ اس کا توں بھی ور رشتا ہوے۔ ص۳ تصحیح ص۴ صحیح ا۴ اکاس میانے۔

Hanif Razvi

جواب :۔ توں اپس دیکھ ۔ کیا[ص۱] جیسا توں سن نرنکار ویسا تو او ہوے کہ توں نور منور اے عارف تو اس ہوائے صفا میں مل صفا ہوتا کی اس میں دوسرا رنگ نہیں دستا۔ جز ہوائے صفا تمام ہور نظر میں آوے، و خود ہم ہوا نماید۔ سبب اس یک متشابہ دیک کہ روشن ہو آوے ہمچوں تخم جنگی در خاک باشد و در ہنگام تخم از زمین خارج نماید، ہر جنس اپنے روپ سوں کوں جتاتا[ص۲] نہ در ہنگام دھوپ کالا[ص۳] خاک در خاک نماید و[ل۱] تخم در خاک باشد ہر جنس اپنے روپ سوں ہوئیگی تو جز خاک توڑے نظر میں نہ آسی الا خاک تو در فہم دیکھ ۔ کیا تخم سو خاک ہے نہ تخم نرالا و ہم خاک بھی نرالا۔ و لیکن دیکھن میں خاک میں دستا[ص۴] و ہنگام بر ہوں باہر آتا۔ تخم جتایا کہ در خاک منزہ و الیبت تھا۔ یہی نمونہ تخم مشاہد و زمین ہوائے صفا دیکھ ۔

سوال :۔

یو غفلت میری ٹوٹی جی نظر ایسی پھوٹی

ل۱ و تخم در خاک باشد اگرچہ خاکہ میں (اضافہ)

ص۱ کیا جیسا توں ویسا وہ تو ہوے۔ ص۲ جناوے و تا در ہنگام دھپ کالا ص۳ و اگرچہ خاک میں جیوں کی تو جز خاک اور نظر میں نہ آسے۔ ص۴ مل دستا۔

Hanif Razvi

یہ صدقے مرشد چھوٹا — یہ گوہار[1] اندھارا[2] ٹوٹا

جواب:۔

و خالی کچ نہ کچ — یہ جس کا اسیچ پوچ
جیسا خالی پھول — یا دیکھن جیسا ڈھول

سوال:۔

کہ میں منور روشن — کہ ماہر تھا پُرفن
اس ہوا صفا کا بیچ — سما پر جوں سو ریچ
و صفا میں[1] میرا گھر[2] — د خلوۃ خانہ کر
یہ میرے میرے پاس — یوں دستا خاص الخاص
مینیچ ستنتر آنکے پاچھیں — کہ دسرا کوئی نا ٹاکیں
میں بیچوں بیچگونہ لامکاں — لاصورۃ ولانشان
نہ مج پر کس کی سکت — نہ منج[3] کس کی ہے ہیبت
میں ایسا انند کند — سب ٹوٹے بکار چھند

جواب:۔ اے عارف!

یہ جیتے تیرے بول — سب اپنی پچھان کھول
یہ جیتا کیا غرض — اے پچھان اپنی غرض

ص۱ گھور ص۲ پھوٹا۔
ص۱ کوڑہ ص۲ میرا گھر ص۳ نہ کس کی و میری ہیبت۔

Hanif Razvi

کہ من عرف نفسہ۔ اے عارف ثبوت باید کرد فقد عرفہ ربہ کہ خدائے تعالیٰ برکمال قدرت[1] کہتا یہ کچی نظر کیا دھرتا ولیکن فہم نہ کنی کہ صحیح توں بیچوں و بیچگونہ۔ قادر توانا ہر باب سکت دھرتا۔ ایسے نہ جان گر اپیں ستنز دیکھتا۔ و بیچوں و بے چگونہ کہ اللہ تعالیٰ بیچوں و بیچگونہ اس کا عکس وچھانوں، سو توں کہ پرتو ذات باری تعالیٰ کا۔ اے عارف اجوں توں نور اس ہور صفا میں ہژدہ ہزار عالم یہ جیتاں شاہدیاں برتہاریاں سو تیرا روپ اور سب عالم کا روپ و کل جمیع الارواح دیکھ، تجہ میں اور اس میں کچھ تفاوت ہے یا نہیں۔

سوال:۔ کل صفتاں خارج کیا تو سب ہیچ ذات دوسرا چیز نہیں دستا جیوں کی یک آگ بھوروپ سوں اما در صفات تفاوت ولیکن ذات در تیزی میں ہیچ چرُ کا اس میں شک نہیں۔

جواب۔ اے عارف نہ فکر کر دیکھتا کہ یہ کل شاہدی کس تھے بار ہوئی وہ اس کا چکاں[2] ہارا کون کی جس کا پرتیو عالم کل۔

سوال:۔ سب مینچھ منج میں دوسرا دستا نہیں۔

---

(۱) قدرت تا بیچگونہ موخر ہے

(۲) برکمال قادر سکت اسے رہتا۔ اس کے بعد عبارت مقدم موخر ہے تا "نہ جان گر اپیں ستنز دیکھتا و بیچوں و بے چگونہ کہتا۔ (۳) جہاں ہارا۔

جواب: - تو توجے آشکارا کون کیا وجملہ عالم کوں۔

سوال: -

نہ کرے کوئی آشکارا　　　یہ سہجیں سہج پکارا
سہجیں ہوتا سہجیں جاتا　　　سہج ہمارا ٹھارا

جواب: - جہاں سہج تو کرنے کیا سہج اس کا ناﺅں جے زنکار پرکار اس سہج میں جز محیط کے کنندہ باشد۔ دیکھیا لوڑے فہم مرشد سوں یو در حکم حکیمی کہ جز کنندہ کچ نہ ہوسی۔

سوال: - تو منجھ تے دوسرا کوئی نہیں؟

جواب: - تو یہ سکت کیا تیری ہے۔ کیا جے توں کرے سو ہونہار اہے؟

سوال: - تو سہج میں کچھ کرنے نہیں صحیح تو سہج کا محیط میں دستا ہوں اگر میری کرنی نہ ہوے ہور سہج بھی نہ ہوئے تو تسرا کرتا کون کہنا؟ -

جواب: - اے عارف! یوں اول فہم کر دیکھ کہ سہج میں کچھ نہیں کرنے و نہ منج میں کہ تو مجرد بندہ۔ وکنندہ کسے دیگر است۔

سوال: - علم الیقین میں آتا۔ اما عین الیقین میں دستا نہیں کہ قدرت پہ نظر پڑتا ہے و لیکن ذات پہ نہیں۔ یہ معما اس فکر میں خلاصہ میرا مجھ تھے دور ہوا۔ مقام حیرت[1] کا آہ کھڑیا۔ میرا چارہ کچھ نہیں

---

[1] جبروت کا ادکھڑیا۔

Hanif Razvi

جز دستگیری مرشد۔

جواب :- کہ تو نور خود را بہ بیں کہ چہ نشان وصورت وانداز ادراک دل خود را دید پس آں ذات منزہ بیچوں و بیچگونہ را چگونہ خواہی دید۔ پس آں ذات را بر خود بہ بیں و در خود بیں کہ تو پرتو اوست ہمچوں در آئینہ رو نماید و توں آں روئے کہ در آئینہ است در آنجا تو ہم محیط است و در آئینہ روے واز آئینہ ہر دو متصل و منفصل نماید ہموں نمونہ خدا را در خود شناس کن۔

سوال :- طالب اشتیاق را چنداں سرگرداں کنی از کرم خود ایں نما مارا۔

جواب :- یہ چرا جب قدرت تیری ہووے نہ ہووے۔

سوال :- میں دیکھن ہارا، میری کچ قدرت مج پرتے نہیں یہ تمام کیوں کہوں۔

جواب :- یہ کیا صحیح دل میں تیرے آیا تو حق کوں پایا الیقیں وایماں سوں۔

سوال :- تحقیق آئی کی کوئی کنندہ اہے۔

جواب :- اے عبد شاہد تسلیم باش و ایں سخن حقیقی بشنو و اگر ارادہ

ف طالب

ص یو کہیا یہ صحیح دل میں۔۔۔

Hanif Razvi

خدائے تعالیٰ وشفاعت محمد رسول اللہ ہوئے گا تو روزی گرددنہیں
تو محال محال واللہ محال است کہ قولہ تعالیٰ اِنَّکَ لا تھدی من
احببتُ ان اللہ یھدی من یشاء ۔ اے عزیز نہیں جانتا کہ تجھے
ارادت کرنہارا کون ہے۔ نظم:۔

ومشاہد کس تھے دیکھتا تیرا جس تھے
وہ تج میں چیتن ہارا کرتا سب سنکارا

دتجے جگاوے وتجے سلاوے۔ تیرا محیط وتج تھے منزہ اپنی
قدرت میں۔ آپیں اپے وجس تھے۔ توں دیکھتا آپ وہی جان
سکتا۔ نظم۔

یہ شاہدیاں جس میں بار یہ سبھوں سرجن ہار
اس ہوائے صفامیں ظہور وہی اسی کا نور
قدرت سوں انگے کار اس ہوا کا بھی سرجن ہار
جیسا تیرا روپ ہے اس کا وہیچ سروپ
وہ فہم کا بھنڈار اس قدرت انتھ نہ پار

خدائے تعالیٰ بذاتِ خود روشن جوں دیوا، و تو نور بذات خود نہ
چوں خانہ، کہ خانہ جز چراغ روشن نہ دیکھلا سی تو اے عارف! اگر اس
ہوائے صفا میں نظر کرے تو نہ آئے ولیکن فہم میں ایس میں دیکھ

صدا شفاعت محمد صلعم روزی ہوے گا تو محال محال ۔ ۔ ۔ صد تو فہمے لیکن نہ آئے۔

چیتن ناتہ کون کہ سب جگ جس کا چیلا مثلاً پانی میں جوں باؤ وے
پانی میں پانی دستا و لیکن باؤ نہیں وستا و لیکن باد اُس پانی
سوں ہے اما تول پرشناس ہے کہ جے دم پانی کا نہ ہوے اما باؤ کا
صحیح یوں پانی سو صفا ہوا و ذات کرن ہاری محیط۔ اس ہوا سوں
بھی ہوا کی آرسی تھے منزہ بھی۔ جوں باؤ پانی میں و باؤ نرالا بھی اس
محال بیان کرنے نہیں آتا کہ گنگ ساز و زبان۔ ایں آں نشان است
کہ قولہ تعالیٰ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ خدائے تعالیٰ کون اپس
میں دیکھنا ہمچوں کہ آفتاب و بر آں نظر کردن نتواند۔ از شعاع
آفتاب باید کہ خود را پیشِ آب نہد و از آب نظر کند برائے آنکہ قولہ
تعالیٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید و ہوا سے صفا کی بھی آرسی
قدرت سوں بار کیا و قدرت اپس میں دکھیا و شاہد پرتو ذات کا
عکس ہموں است بلکہ اوست کہ الانسان سری وانا سرہٗ کہ
الانسان بنیان ربہ و دیگر منقول خلق الانسان من صورت
الرحمان ثابت شد کہ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ خدائے
تعالیٰ کہ ذات قدیمی اس قدیمی میں تھے قدرت، اصل قدرت
و خدا جدا نیست ایں ہمہ مخلوقات فعل قدرت است و لیکن آں

صنـ عرآں صنـ ددرآں۔

قدرت نیست اول ذات خدا و بعدہ' قدرت و آں قدرت کہ منی اوست و در خدا و در قدرت جائے میان ہر دو عشق پیدا شد۔ و عشق[۱] را جائے دریں جا میاں ہر دو ہمچوں عشق لیلیٰ و مجنوں و عشق میان ہر دو بود و وصال مابین بود و عشق درمیاں یک رنگی است نہ عشق خدا کا و نہ قدرت کا عجب حکمت نہ ذات کا و نہ صفات کا عشق شعلہ درمیان جوں کی ہلد و چونہ۔ ان کے سیوک میں رنگ لال پیدا شد نہ تقسیم پیلی کی نہ اجلی کی قضا درمیان ہر دو موقوف شد عشق مالک خدا کا و خدا را بندہ[۲] خود کرد و در کار رواں کرد۔ خدائے تعالیٰ مالک ما و مالک خدا عشق است و عشق ظاہر و ہم باطن عشق مالک بر کمال قدرت میں تھے و خدائے تعالیٰ میں تھے عشق ظاہر کیوں ہوا ہمچوں درمیاں چولہے آتش ظاہر شد رمزے است کہ عشق اللہ عشق اللہ عشق اللہ۔ اے عارف! یہاں قلم شکستہ شد و ورق ہم سوزاں بود۔ شنیدہ و گوئندہ را جائے نیست کہ مقام علواً کبیراً ایسی صفت سوں موصوف اس کا شاہد ہوئے یہ قدرت[۳] تج میں کچھ ہے تو نیں۔

سوال:۔ عاجز بندہ شاہد است و اصل شاہد عبد حق است اما یو شاہدی ذات ہیں فدا ہوئی و بعدہ' پھیرنا آوے خدا ایسا حال

ص۱ عشق را ازیں جائے ص۲ بند خود کرد ص۳ یہ قدرت تج کچھ ہے تج نیں۔

Hanif Razvi

کہو دیصال۔

جواب:۔ خدا تعالیٰ کی ذات تحقیق ایس پر۔ یہ بعدہ تسلیم شود در ذات و، یہاں تیرا بھاوتا نہیں کہ دائم یک حال د وصل ہوے مگر یک ساعت اگر او خواہد و دائم قراریت نہیں کہ صحبت وجود عارف الوجود و چار وجود خدا عقل میں ہوتے ولیکن ان قرار رکھیا ہے قدرت بھتے اپنا بھاوتا نہیں مگر ارادہ پر خدائے تعالیٰ۔ اے شاہد بندہ خدا کوں نہیں جانتا کہ تجے کیوں جگایا، مخفی گنج تھے۔ جوں کی جکی ہے کار ساز بھتے جن کے بغیر کف نہ لگ سی۔ و قراریت نہیں کی ہوتیاں وکی جاتیاں جز کف ظاہر روپ نہیں۔ نہیں تو مخفی گنج میں پنہاں یہ کف سو عارف الوجود و شاہد نور جن کی یہ معرفت پر تیو شاہد نور کا و شاہد پہ تیو ذات کا و ذات حق تعالیٰ مقیم بر شاہد و در شاہد جملہ روح در صفا ہوا ہے نہاد۔

اس صفا میں کندن کر چھوڑیا جوں آسمان میں تارے یوں ہوا صف میں سارے شاہد روشن عرفاں تھے و عرفاں عکس شاہد کا و شاہد عکس عرفاں کا ایں دو آشکارا قدرت تھے مثلہ شاہد جوں آرسی و آفتاب

ف بندہ خدا تھے جانتا۔ ف د آرسی روح دس ہوا (اضافہ)

ص۱ مگر کی دائم ص۲ تا کہ بجائے مگر ص۳ مگر خدا نھیں جانتا کہ تجھے کیوں جگایا۔ ص۴ جوں جنکی ہے کار ساز تھی جن کے بغیر کف نا لگ سی۔

Hanif Razvi

ذات وآفتاب کے شعاع سیتے آرسی کا لنب کنارے ہوا و بسے چھپایا سو عارف الوجود تا وہ آرسی اپنی چھپایا پر دیکھن ہارے توٹ ہرد آرسی کی روشنائی آفتاب سیتے آئینہ نہ اپنے نہاری اجنت کوں کہ اجنت درعالم کبیر است وآرسی درعالم صغیر است و صغیر اعالم سو ہوئے صفا وآپ صفائی نور و کبیرا عالم کہ قدرت کمال و در عین الیقین صغیر و کبیر یکے است اماں یہ ہوا آسمان و زمین کے میانہ یہ ہوا اماؤ کچھ نہ کچھ و ہوائے صفا نوراں ہوا مقیم۔

سوال:۔ اماؤ کیوں یہ ہوا اور وہ ہوا دسنے ہیں تو یک۔

جواب:۔ یہ جھوٹ و سب دستے ہیں یک ولیکن اپنے منہ معلوم پڑتا کہ جھوٹ تشبیہ جوں کی پانی و سراب یہ سب باؤ دیکھ بھاؤ اندھارے میں عالم پینے کے وقت آیا آرسی میں بار نماید۔ ہوا نظر میں آتا سرکیاں انکھیاں سوں حاصل اما ہوائے صفا جز ادراک باطن نیاید۔ یہ ہوا گھٹا آکاس و پچٹا آکاس سب میں ہے اماؤ ہوا بے نہایت۔ یہ ہوا اس صفا کے پیٹ میں وہ ہوائے صفا نکتہ و یہ ہوا حرف نکتے کے پیٹ میں و نکتہ قلم ہیں۔ یعنی قدرت ہیں جو نکتہ ہوائے صفا کا

ص ا آئینہ۔ ص ۲ آرسی میں اپنی چھپایا دیکھن ہارا۔ ص ۳ کبرا و صغرا۔ ص ۴ یکے (ذاتی) ص ۵ اکھٹے۔

باطن تھا آرسی میں تو اس ہوا کوں دخل ہوا وکشادگی آرسی منہ باطن تھا۔ یہ کشادگی تو دخل کیا و عالم کا عکس آرسی میں دیکھلایا و آرسی سو قدرت کا تشبیہ جان، تو اس قدرت میں ہوائے صفا دیکھلایا شاہد نور کوں وجہ جان جہانیاں کوں و عالم علواً کبیرا و عالم باطن ان دو جہاں تھے جدا یعنی دین و دنیا تھے کفر و اسلام تھے، اما وہ وجود خدائے تبارک و تعالیٰ کا واجب الوجود تھا یا قدرت حقا کہ واجب الوجود ذات کا کہ بیچوں و بیچگونہ ابتدا و انتہا ایں است اینجا ہمہ فانی نماید کہ کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ؀ و دیگر منقول کہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ؀ و ممکن الوجود خدا کا وہ ہے کہ اس میں تھے حرکت قہر اور لطف بندیاں پر نازل ہوتا ہے۔ یہ صفتیں ممکن الوجود و ممتنع الوجود اس قہر اور لطف کے درمیانی مقیم و غنی کہ و اللہ غنیٌّ حمید، و عارف الوجود کہ سب چیزاں پر محیط دانا تر کہ ان اللہ علیٰ کُلِّ شیٔ علیم و بریں ہر چہار وجود شاہد است و شاہد بر قدرت است۔ قدرت عکس شاہد کا، قدرت کا بار عارف الوجود لگ، و آں شاہدی خدا کی بر ہمہ شاہداں جان خدا است کہ کلام ربانی فَلَا تَیَاْسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ ایں چہار وجود ذاتی است و صفاتی بیان کنم۔

ص۱ جہاں

جی کچھ بھوتا کار نظر ہیں آوے ظاہر کی جیتا سب واجب الوجود و ممکن الوجود جیتا مشغول میں جیتین ہارا یعنی تمام تنو میں جملہ روح حرکت کرنہاری سو خدا تعالٰی کا ممکن الوجود و ممتنع الوجود یہ جیتا حرکت ہو کر قرار پکڑنہارا ہے ایسا کچھ قرار عالم کا سو ممتنع الوجود اللہ کا و جملہ عالم کا معرفت سو عارف الوجود و جملہ شاہد را ہمہ یک شاہدی خدا کی۔ واللہ اعلم۔

سوال :۔ خدائے تعالٰی بیچوں و بیچگونہ کیا صورت دیکھنا اچھے؟۔

جواب :۔ خدا تیری نظر میں، و صورت قید میں، و معین میں آنہارا نہوے اگر جیسا وہم کرے گا و تیراچ وہم کا بار دسے گا۔ ولیکن وو سب وہم تھے کنارے جان۔

سوال :۔ تو یہ حدیث[1] کیوں کہ اِنَّ اللہَ جَمِیلٌ وَ یُحِبُّ الْجَمَالَ۔ یہ سب صورتاں و خوبی وہاں تھے بارہے کی اپیں وہ جمیل ہے۔

جواب :۔ یہ صورتاں وہاں تھے بار ہیں ولیکن وہ کیسی صورت جیسا نہوے جوں کی بیج میں پھل و پھول و کانٹے سب کچھ بیج تھے ہوا ولیکن بیج اس ہوتے ایسا نہوے۔ اس چیزوں تھے۔ یہ بیروپ دکر روپ بیج کا تو پھول تھے اور نہیں و سب روپ تو

---

[1] حدیث نبی کی یوں کہ

اسی کا ولیکن بیج سوں پھول اور پھول سوں بیج اس خاطر بے شبہ و بے نمونہ جز انسان اور صورت نہیں کہ انسان کا صورت خدا کے لطف تھے ہوا ہے تو منقول چنانکہ خَلِقَ الانسانَ من صورةِ الرحمان کہ رحمان کی صورت انسان ظاہر نمود جز صورت انسان دگر صورت رحمان کجا[1] یابد و تسلی نہ شود جز انسان کہ و بے شبہ و بے نمونہ و گر صورت کند جز انسان دگر نباشد لاشک[2] اینجا یقین باید کرد و لیکن بذاتہ انسان یہ وہی رحمان۔ ایں درست نہ باشد کہ خدائے تعالیٰ بہ ذات قدیم قائم است و انسان را تبدیل است و خدائے تعالیٰ بے صورت و گر صورت کند جز انسان دیگر نیست و گر فہم کنی ہمہ جہاں صورت خدا است و لیکن بر ہمہ صورت افضل انسان است تا جز انسان خدا شناس آں را دگر صورت نیست[3] کہ خلق آدم علی صورت اصلہ کہ بے شبہ و بے نمونہ چنانکہ تمثیل اگر آسمان و زمین بیند گوید کہ قدرت است و اگر شمس و ماہ بیند گوید قدرت است۔ ایں چنیں ہر شئے را و لیکن قدرت تو یہ نہوے کہ قدرت منزہ ہے یہ تمام کام قدرت کا ہے و لیکن قدرت نظر میں نہیں آتا، تو قدرت کا شناس فعل پر کہ قدرت

ص[1] کجا باید دید ص[2] لاشک ولاشبہ ص[3] بے شبہ و بے نمونہ قولہ تعالیٰ۔

Hanif Razvi

لامکاں و فعل بر مکاں نماید۔ دریں معنی فہم کن۔ صورت انسان
و رحمان۔

سوال: قدرت کس پر بار ہوا؟

جواب:۔ نور پر، نور باطن کوں قدرت سوں ظاہر کیا۔ نور بے روپ
و قدرت سوں روپ۔ ^اغ^ جز نور قدرت کا بار نہیں۔ اگر نور نہیں تو قدرت
کس پر تصرف کرے؟ و صورت دیکھلائے تو اس بو^۲غ^ جھے کون؟ علم
ثلاثی لوڑے ^۳غ^ کہ الثالث بالخیر۔

سوال:۔ علم ثلاثی کیا؟

جواب: یکے خدائے تعالیٰ دوم نور سوم قدرت ایں ^۴غ^ ثلاثہ را علم
ثلاثی گویند۔ در نزد محققاں ایں علم ثلاثی در ہر شے باید شناس۔

سوال:۔ نور کون؟

جواب:۔ کہ نور بے روپ، مخفی، باطن، فہم میں آتا، ولیکن نظر میں
نیں دستا۔

سوال:۔ و قدرت کون؟

جواب:۔ کہ روپ ناؤں نشاں کر دیکھلاتا۔

اغ جز نور . . . بار نہیں۔ (ندارد) ۲غ بوجھنے۔ ۳غ کہ (ندارد) ۴غ ایں ثلاثہ
علم ثلاثی گویند۔

سوال:۔ خدا تعالیٰ کون؟

جواب:۔ دو نھوں کو ظاہر کر دکھلایا سو خدا دو نھوں کا کرتا تو یہ علم ثلاثی[ع۱] عارف را باید شناس در ہر شے۔ اگر تمام نظر میں یوں آدے پس در ہر شے محیط اور انماید۔

سوال:۔ ہر شے میں یہ علم ثلاثی کیوں روشن ہوے؟

جواب: نور باطن تھا قدرت سوں، و قدرت وہی جے باطن کوں ظاہر کر دیکھلایا۔ جے دستا نانوں روپ سوں، وہی قدرت، نور و قدرت کو ظاہر کیتا کہ نہارا سو خدا۔ تشبیہ۔ جوں سونا و سونار کینے سونا سو نور و قدرت سو زیور ہاے گوناگوں دکرنے میں ہو رنانوں دیکھلایا سونے کا دکرنے سونے پر بار ہوا سونے کا روپ ہوا یاد سے میں سوچ، قدرت اگر کرنے نہیں تو سونا بے روپ باطن تھا کرنے تھے ظاہر ہوا و ظاہر روپ سو قدرت نہیں تو سونے کوں سونا کیا جتر روپ سونا و کرتوت[ع۲] کو ملا، بار کیا سو گھڑنہارا تو ظاہر سب قدرت باطن نور و محیط ذات با قدرت، باری تعالیٰ کہ بر ہر دو دگر نور نہیں تو قدرت کا ہے پر بار تمثیل۔ علم نہیں تو عالم کیا؟ جوہر نہیں عرض

ص۱ دستے میں آیا اسے سوچ۔
اع عارف را باید شناس تا سوال ہر شے میں یہ علم ثلاثی (ندارد۔ 'ہوا' مردک ہو گیا ہے)
ع۲ کو (ندارد)

Hanif Razvi

کہاں؟ ملوک نہیں بادشاہ کیا؟ مال نہیں خرچ کہاں؟ تو یوں تمام عالم
نور تھا قدیم و نانوں نانوں و روپ روپ ہوا سو قدرت و دو نھو کا کرما
سو خدائے تعالیٰ۔ ان دو تھے تیسرے کا پچھان کہ علم الیقین ہتے عین
الیقین ہے تو خدا ظاہر با قدرت، و خدا باطن با نور عجب حکمت احکم الحاکمین۔
سوال:۔ خدائے تعالیٰ کا دیدار جائز ہے کہ دیکھنا؟
جواب:۔ اینجا دو قوم اند و دو وہم گرفتہ اند و بعضی کساں یک می گویند
خدائے تعالیٰ را دیدنی جائز نیست و بعضی کساں می گویند کہ جائز است
ایشاں ہر دو راست ہم می گویند و در فکر دیگرے بر ہر دو خطا لازم آید
کہ ایشاں می گویند کہ خدائے تعالیٰ بے شبہ و بے نمونہ۔ لاقید،
اگر صورت و قید میں آیا تو مخلوق ہوا تو اس کا بھی کر نہارا خیر یہ
کوئی ہے کہ نظر کی قید میں آیا اگر صورت ہے تو تبدیل ہے کہ صورت
قدرت میں سنپڑیا قید منہ آیا کیا تو یہ نظر اپنڑن پاری ہوئی ذات
کوں، تو خدائے تعالیٰ بے نہایت کیا؟ چیونٹی کی نظر میں دریا سمان
پاری ہے۔ لامکان قدرت پر تھے دل سوں اپنڑنا ہے نہ کہ صورت
و شکل و بعضی کہتے سر کیاں انکھیاں سوں دیکھیں کے یک شے سوں صورت

و۱ مکیا ب۲ صع بعض تا بعضے کہتے کہ (اضافہ) ص۲ کہاں؟
ا ع نہ چیونٹی ۲ع و بعضے کہتے تا بعضے کہتے کہ (ندارد)

شکل سوں و بعضے کہتے ہیں کہ چنانکہ در دنیا ہموں طرق در آخرت
عین الیقین در دل پیدا شود چوں کے اپنا روح ایس کو دیکھنے کا کچ
آرزو ہے کہ روح بے صورت دل کے علم سوں جانتا ہے و اگر روح
ایس تھے خیرز کردیکھنے[۱ع] کی تو وہ روح نہ ہوئی یوں اللہ تعالیٰ کا ذات
کل صفات سوں[ص۱] موصوف ہے۔ جو نکے تن میں روح لیپس سوے یا طرف
ہوا تو یکجا ہستی لازم و یکجا نیستی و خدائے تعالیٰ یکجا ہست و یکجا نیست
آں دو باتاں تھے منزہ ہے۔ برائے آں قید کردن نہ تواند۔ الیقین بدل
سوں خدا ثابت ہے۔ ایشاں ایں چنیں گویند۔ یہ قوم[۲ع] یہ اپنے وہم
پر بوکیا و لیکن کمال قدرت راندانند و بعضی کہتے کہ دیکھنا ہے۔
سر کیاں انکھیاں سوں یک شے کا صورت شکل سوں خدائے تعالیٰ قادر
ہے۔ بے شبہ و بے نمونہ تحقیق ہور اسی کا قول کہ قال اللہ تعالیٰ:
وُجُوہٌ یَومَئِذٍ نَاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ ۝ پس کیا عجب کہ ایس
میں صورت ہو دیکھلایا کہ تو قادر تو انا سکتا ان دیکھلاؤں کا کھیا
ہے۔ آخرت کوں دیکھلائے گا۔ ان کا الیقین یوں ہی سوئے و طرف
حق ہے کہ کلام ربانی ہے۔ و بعضی کہتے کہ سوے و طرف دل کے

ص۱ لازم آید۔
۱ع دیکھن ۲ع یہ قوم بی۔

Hanif Razvi

فہم سوں ہے۔ پس نزد عارفاں و محققاں ایں ہر دو کمال قدرت
راند انند کہ یہ ہر یکے اپنی اپنی فہم سوں پکڑتے ولیکن
اس کا خواست نہ جانتے و در کلام سوے طرف می فرماید
کوئی سیر کیاں انکھیاں[ع۴۱] سوں کوئی دل سوں اور اے کلام
معما[ع۴۲] کہ قول[ع۴۳] علیہ السّلام القران علی اربعۃ وجہہ
العبادات والاشارات والحقایق واللطایف العبادات
للعوام والاشارات للخواص والحقایق الاولیا و
اللطایفین الانبیاء ۞ لانبیاء واللطایف للعارفین ۞
ولیکن فہم خاصاں[ص۱] نہ یوں دم زدنی ہے نہ واون دکر سکے تو
صورت دیکھلاوے وگرنہ تو دوسرے کا کیا مجال۔ درمیانی
کے سب صورتاں اس نکتے بارسکیاں کوں جن روپ کر
دیکھلایا پس کیا عجب اپنی قدرت سوں یک تنا کھڑا کرے

ص۱ خواصاں۔

ع۴۱۔ انکھیاں سوں (ندارد) ع۴۲ معما ہے۔ ع۴۳ قول تعالیٰ قول علی
علیہ الصلواۃ والسّلام۔

Hanif Razvi

توآں روز دگر خواہد تا امروز کہ قادر توانا ہے من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الآخرت اعمیٰ واضل السبیلا اصل مقصود اوّل اندھلا وہی، کی جس کے یقین میں شک اچھے کہ خدا کی ہستی میں گمان دھرتا۔[1] بر قدرت نہ شناسد۔ پس جوں کی اعمیٰ کہ شناس حق تعالیٰ پر یقین باید در دل دھر سکے تو صورت بھی یک اپنی قدرت سوں باوجود کر دیکھلاوے درمیانہ کہنے کے کیا زہرہ ہوے[1] کہ یک اپنا امر کا قطرہ ظاہر کر دیکھلایا ہوئے وگر تمام بذاتہ آپیں وہی وہی ہے کہیں گے تو نہوے کہ با قدرت سوں یک وجود کر دیکھلایا۔

سوال[2]:۔ ہور متصل ہیں منفصل کیوں؟

---

[1] ۔ رکھتا۔

[1] ۔ درمیاں کس کا کیا زہرہ ہوے۔

[2] ۔ ولیکن دیکھلانے ہارا منزہ لامثال و در قدرت خواست مثل نمونہ نمود باکمال قدرت خود ذات وہی کر بھی نہ کھیا جائے و نہوے کر بھی نہ کھیا جائے اپیں (باقی بر ص ۶۴)

جواب :- جوں تن میں جیو، یا خوشبوئی جوں پھول میں ؟ -

سوال :- خدائے تعالیٰ ایک اچھے سب میں کیوں ؟ -

جواب :- جوں ہمیں اپنے اعضا اپنے پر یک اپیں محیط -

سوال :- پنچ سب میں کیوں ؟

(بقیہ سلسلہ صت۶۳)

اپنی قدرت سوں اپساں دیکھلایا پس دریں اشارت بہر دو قوم خطا لازم آید کہ بعضی گویند صحیح است و بعضے گویند نہ اینجا اثبات و نفی را جا نباشند ۔ تو ایا جز خلاصہ جز عارفاں نباشد برائے آں ہر دو قوم کمال قدرت را نداننند راست نماید و کمال قدرت نہ یوں وہم پکڑیا جانے نہ داوں چوں و چرا نباید کہ فہم ایشاں درمیاں نہ گنجد و عارفاں را ایں محال است العجز عن درك الادراك

سوال : خدائے تعالیٰ محیط کیوں کہ ان اللہ بکل شیئ محیط ۔ "جواب" دو طریق محیط بداں یکے مفصل ہوکر متصل دوم متصل ہوکر مفصل ۔ سوال : مفصل متصل کیوں ۔ جواب : جوں آرسی میں موں تیوں اس صورت کا محیط اپیں یا جوں آفتاب کل چراغ خانے میں تیزی دکھلایا ۔

Hanif Razvi

جواب :-

جوں یک اندھارے ٹھار یک بھانڈا لیا سنوار
اس بھیتر باقی یک کروڑوں لاکھوں دیکھ
یہ سب میں ویسے محیط بن دیوا تو ابیت
یا کھٹر جوں بھانڈے سارا یک اجت لاکھوں ٹھار

سوال :- خدائے تعالیٰ اپنی قدرت میں محیط کیوں ؟

جواب :- جوں ہمیں اپنی معرفت میں -

سوال :- ہماری روح میں کیوں محیط ؟

جواب :- جوں ہمیں اپنے نفس میں محیط کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ خدائے تعالیٰ منفصل و متصل، باہمہ و بے ہمہ بجو روح باوجود ولیکن روح مخلوق است - قید میں آیا - سوکھ دوکھ کے لایق ولیکن خدائے تعالیٰ، غیر مخلوق است، لاقید، کہ ہمہ در قید اوست - در وے تغیر و تھلک و تبدیل نیست -

سوال :- خدائے تعالیٰ ہر شئے را بر گناہ ایشاں عقوبت کند و در دوزخ بسوزد، وگر دوزخ گناہ کند بعدہ دوزخ راچہ گونہ دوزخ دہد، ہیچ عقوبتے است یا نہ، کہ دوزخ

Hanif Razvi

خود عقوبت است۔

جواب:۔ دوزخ[1] از ہم عقوبتی است کہ از آتش دوزخ آتش عشق زیادت است کہ اگر خدا تعالیٰ خواہد دوزخ را دوزخ دہد۔ کسی[2] عاشق را در دوزخ اندازد کہ دوزخ از آتش عشق طاقت نیارد۔ واللہ اعلم۔

سوال:۔ روح کون اور امر کون؟ کچھ تفاوت ہے یا نہیں ہے۔

جواب:۔ این جملہ روحانیاں امر خدا کا۔ قُل الروح من امر ربی۔ ولیکن رمزے است کہ اصل روح امر کا مقصود دوامر باقی ذات سوں نہ کی امر میں تکرار نہیں کہ کن فیکوں یہ امر ذات قدیمی سوں باقی تھا و بارہوا جملہ روحاں کا اصل ہونا امر تھے ہے اس سبب منقول کہ قل الروح من امر ربی بداں کہ ایں ہمہ روح جہانیاں پنہاں۔ خدائے تعالیٰ کے دل میں تھا و آشکارا ہوا نفس تھے کہ امر اللہ تعالیٰ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک خدا تعالیٰ دو روح دارد یکے روح مقیم دوم روح جاری وسفلی روح الجاری یعنی نفس خدا و مقیم روح علوی آں دلے خدائے تعالیٰ کہ

---

[1] دوزخ را ہمہ دوزخ را یکے

ھوالطیف الخبیر و دگر کہ علیم و حکیم و قدرت سوں خصالت چہار[1] نفس سوں۔

سوال:- آں نفس کدام کدام ؟

جواب:- امارہ[1]، لوامہ[2]، مطمئنہ[3] و ملہمہ[4]

و نفس امارہ مخلوق کا کرہنار رنگ پر رنگ و ڈراہنار اکہ اَللّٰہُ وَاحِدُ الْقَھَّارُ۔ و نفس لوامہ پرت پاک کرہنارا تمام جیوں کا یعنی[2] نگاہبانی و چینتت کرتا وامید دکھلاتا کہ ولاتقنطوا من رحمتہ اللہ و مطمئنہ صابر، کی خدائے تعالیٰ صبور کہ ان اللہ مع الصابرین و ملہمہ شاکر، کہ اللہ تعالیٰ اپیں شکور ہے کہ قولہ تعالیٰ۔ اعملوا آلَ داؤد شکراً و قلیلاً من عبادی الشکور۔

و خدائے تعالیٰ ہر باب سکتا، جانتا و بھوگتا، چنانچہ فرمان از دیوان کہ خدا کرتا قدرت کی ان کوں و بھوکتا روح کی سن[3] کوں و جانتا نور کے انکوں۔ خدائے تعالیٰ کا وجود نور کا و اعضا کل[4] روح کا و محیطی[5] ذات کا و راحت[6] قدرت کا و این روح انسانی پرتو ذات کا یہ نور شاہد کوں چار و وجود

ص[1] نفسہا چہار آفرید۔ ص[2] یعنی چینتت و نگاہبانی کرتا ص[3] ان کوں ن جتن کرتا۔ ص[4] کل (ندارد) ص[5] محیط ن[2] رھان ص[6] رہاتہ۔

Hanif Razvi

تھے خارج، آن روح عکس ذات کا پیدا ہوا یہی روح آدم کا اسے فرمان ہوا کہ دخل کرو جود میں، پس جونکی دخل کرد این عکس پر تیو حق دیدہ و سجدہ برآوردہ اند۔ این عکس چرا شد کہ خاک کی آرسی میں پر چھایا ذات کا نظر پڑیا وہ ذات حق جوں تیوں مقیم و تبدیل عکس کوں نہ کہ ذات کوں،

سوال:- یہ تن آرسی اس صحبت میں آرسی یہ جدا، عکس ہوا اگر آرسی گذریا تو ذات میں ذات مل گیا۔

جواب:- یہ خاکی وجود اتنا جیہ آرسی نھوے مگر یہ چار وجود ملا کر آرسی ہے۔ واصل آئینہ عارف الوجود کہ جز آئینہ معرفت ہوا آئینہ نہیں جو لک جان پنا ہے تو لک عکس تن

سوال:- یہ تن گیا تو جان پنا کیوں رہے؟

جواب:- روح کے مرکب کے برابر اصل وجود باقی سو وہی مرکب وہ ممکن الوجود۔ کون کی وقت؟ کہ وقتی در سیری و طیری بیروں نماید ہمچوں عکس ایں جسد واصل قدیمی آن وجود روحانی۔ وہ کون وجود کی وقت میثاق کا وایں خاکی

اعضا را ہمہ حرکت از اعضاء آں اعضاء فہم است۔ از

---

(۱) ایں عکس ذات در وجود خاکی نمود بعدہ فرمان شد کہ اسجدوا لآدم تا جملہ ملائکاں بر تو حق دید۔ (۲) لفظ تن ندارد (۳) عکس پنا۔

اعضائے آن ایں اعضائے خاکی حرکت کنند و ملائیکاں
راہم خاکی وجود نیست، اما وجود نورانی - اس میں شک
نہیں - ہاتھ، پاؤں و سیر، سنتے و دیکھتے برتن ہارے
ہیں - جونکی ہمیں حال ایتال جوں اوس خاکی تن تھے ہلکا۔
اس مرکب کے ساری تھکے نہیں تو جوں بھیتر و خوف درجا،
بندگی و طاعت، امر و نہی، نبی و قرآن، اس پر ہی، نہ کہ
برخاک وجود، یہ وجود خاکی یک برقا[1] ہے - یہ تن یک موس
ہے اس میں جیو رس اُوت کرلیا۔

سوال :- موس یک ہے یا دو - ؟

جواب :- موس یک -

سوال :- کافر اور مسلمان سمجھ کیوں ؟

جواب :- یہ تن موس کا کن کیری و خصلت سو اصل موس و
تن میں کی - اس[1] جیو رس جوں اوٹیا گیا وہی پرت بنب لیہ
کھڑا رہیا۔ خصلت تھکے کو تا و خصلت تھے پیلی -

سوال :- رس تو یکیچ ؟

جواب :- صحیح فعل پر تفاوت جانو - پانی یک اما خصلت[2] جیسے
کی صحبت، وہی کہیں کھٹا کہیں مٹھا، کہیں کڑوا، کہیں زہر

ل - برقہ ، ر صل اس خصلت صل خصلت دہی

کہیں انبرت، کہیں کافر و مسلمان، زاہد و فاسق، نٹ کھٹ، چور، ساؤ۔

سوال :۔ یہ بول کس سیٹر[ٹ] ؟

جواب :۔ بندے کے سیر۔

سوال :۔ کیا اس بغیر ذرہ کا حرکت نہیں۔ پس اس کا کیا چارا جوں خاصیت دیا، یتوں ؟

جواب :۔ فعل مختار کیا کہ سننا و دیکھنا، بھلا برا سب دیکھلا دیا و تجے اختیار دے دیا۔ تقصیر اپنا کی سمجتا نہیں؟ خدائے تعالیٰ انصاف ظلم تھے منزہ کچ اپیں بندیاں بھی نہیں چھپایا یک بنی قرآن بھیج دیا کی غیر حق بھلا برا پچھانے۔

سوال :۔ تو قدیم لکھیا ہویگا سوچ ہویگا قولہ تعالیٰ۔ قل لئِن یصیبُنا الا ما کتب اللّٰہ لنا۔

جواب :۔ قدیم لیکھنا تجے کیوں معلوم پڑے کی یو نچ تھا؟

سوال :۔ معلوم پڑتا ہے کہ اس کی رضا بغیر ذرہ کا حرکت نہیں۔ جے کچھ ہمارے دل میں آوُتا سو اسی کا قدیم بھاؤتا۔ خواہ خیر خواہ شرکت ما من دابّۃ الا ہو و دگر منقول کہ قُل کُلِّ مِن عند اللہ۔

ٹ پر۔

جواب:- تو پس جے کچھ تیرا نفس کا بھاوتا سو خدا کا لکھیا اتال
لکھیا سو تیرے ہاتھ میں سنپڑیا کچھ باقی نہیں جے کچھ تیرا
بھاوتا سوچ لکھیا۔

سوال:- نہ ہوتا مستقبل باقی سب کیوں سنپڑیا۔ اما ولی جے
کچھ حرکت مجھ تھے سو خدا تھے ہیں درمیانے کچ فعل میں
نہیں کروالقدرخیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ۔

جواب:- ہونا موقوف صحیح۔ ویکن تیرا نفس کا بکار سب اسی تھے
وتج میں حال سب وہی برتا کر جاتا پس یہ فرمان کیا کہ
اِنّا ھدینٰہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً۔

سوال:- یہاں ادب ویکن اعتقادات من ہمیں است کہ یہدی
من یشاءُ ویضل من یشاءُ کہ دوزخ و بہشت بھرنا
قدیم بات تھا یہ ازل ازلی یو نچ تھا۔

جواب:- اے عارف! اصل اعتقاد تیرا اس میں بازی گھمڑیا
پس ادب کیا الاعمال بالنیات۔ پس ادب میں یوں
دستا کی خطا ایس تھی ویکن درمیانے خدائے تعالیٰ
را ظالم ساخت۔ استغفر اللہ العظیم۔

ص۱ جب قدیمیات ہے۔

سوال :- ظالم کیوں کہنا ؟

جواب :- کہ نیک و بد کرنہارا آپیں و بندیاں پر چوک لا عذاب دیتا۔ اس تھے اور ظلم کیا۔ خدا پاک ظلم تھے کہ قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔

سوال :- ظلم نہیں[1] کہ ظالم دوسرے کی ضمیر پر آتا تھا۔ خدائے تعالیٰ راکسے شریک نیست کہ ہمہ بندگان است و خود بندیاں را ہر چہ خواہد، آں کند۔ مثلہ' گریبان' پیرہن خود بدست خود برید اینجا چہ ظلم ؟

جواب :- اے عارف! خدا لا شریک۔ اما اسے شریک سو بند چہ کیا و شریک و کس باب کہ یعنی من بندۂ خدایم۔

خدا کے انصاف و بے انصاف قدرت بر خود بندہ راشاہد کر دکہ تو توں فکر کر دیکھ۔ یہ جہل[2] نفسانی اپنی چھوڑ کہ انصاف ہے باقی۔ یہ کلام[3] ربانی طیب ہے۔ جز مرشد ترکیب نہیں۔ یک آیت پکڑے تو یک آیت منسوخ دیکھلاتا۔ اس سبب مرشد لوڑے جے راہ دیکھلاوے داس و فعل عبودیت و ربوبیت پچھانے جاویں خدا

صد[1] نہیں کہ ظالم (ندارد) صد[2] جہل و نقصان۔ صد[3] و۔

تھے کی خدا کے فعل و بندہ کے سبب سوں کرتا کیوں
سب تھے الا وہ کیوں کہ عالم الغیب والشہادۃ۔

سوال:۔ یہ طاقت مج میں نہیں جے کچھ ماضی وحال و مستقبل
سب اس تھے وہی جانے۔ لکھیا سو چوکتا[۱] نہیں۔ جے تخم
پھیریا سو بار آویگا درمیان کچ چارا نہیں۔

جواب:۔ جس وقت لکھیا سو تجے معلوم نہیں صاحب[۲] نہ
جانے کہ ایتال کیا لکھے اگر سکے تمام لیکھیا سو محو کرے
کہ قولہ تعالیٰ۔ لکل اجل فی کتاب ویمحوا اللہ من
یشاء ویثبت۔

سوال:۔ اگر صد بار لیکھے اور پونچھے تو بھی قدیم قلم پھیریا تھا[۲]
جواب:۔ اے عارف! خدا کے و تیرے درمیان پتر[۳] نصیبہاں
کا حجاب ہوا و نصیب کر ہمارے کوں پکڑ ہنجانے کہ
کیا کرے کی اس پتر[۳] میں قدرت تو نہیں سینٹرے خدا کی
کرنی تو باقی ہے۔

سوال:۔ صحیح ولیکن اس کی کرنی باقی ہے ولیکن اس کی فہم ایسا
نہیں گمان جے کچ آنگے کا سب و ماضی گذریا سو وحال

---

[۱] چوک [۲] صاحبی د [۳] بے پدر
صا صاحبی ص۲ بھریا تھا

کرتا سو سب جاں کر یکچ بار قلم پھیریا - دوسری بار
کا کچھ حاجت نہیں -

جواب :- یہ صحیح وو گر لوڑے تو اوس کی فہم قدیم کو تیری دھر چلے گی
اس باب کہ قولہ تعالیٰ یفعل اللہ مایشاء و یحکم
مایرید -

سوال :- نخل سے، دلیکن جے کچ حکم کرے گا سو قدیم نوشتہ
دیکھ کر کرے گا -

جواب :- تو یہ بھاو تا چھوڑ و ایمان حال خدا پر لیاو - و جے کچ کیا
اس پر بھی صحیح اگر توڑ کرے جے کچ وہ بھی کرے صحیح -

سوال :- تو یہ بھاوتا کیا کچ مجھ تے ہے ؟

جواب :- لاشک تج تھے -

سوال :- تو شریک ہوا -

جواب :- یہ شریک نھوے کہ من بندہ خدایم - پس یہاں کیا شریکی؟

سوال :- کرنے میں کی میں یک کرتا ہوں -

جواب :- اے عارف! سبب یو تھا' میں کرتا نہ کہیا کہ فرصت خدا
کا تج میں ہے وہ توں بھی خدا تھے ولیکن حال تیرا کام ایتال

ا - پہلے نس دے جوں سے یہ توں بھاو چھوڑو ہے وہ بھی کرے (ندارد) ھ تیرے
ھ نہ چلتے - صے کرتا کہتا -

وہیں کرتا اما فرصت اس کی جملہ شئے کوں ولیکن حال
تج میں[ت۱] کہنا[ص۱]۔ یہ تو گناہ کی بنی ہمارے پر۔ فرماں قولہ تعالیٰ
تَعْلَمُ وَمَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ وَمَا فِیْ نَفْسِکَ۔
بندے کے فعل بار ہیں اس تجھے و بندے کے فعلوں میں
محیط ہے۔ ولیکن حال کر توت میں تیرے ہنیں و اس
تھے منزہ جان۔ فرمان ہوتا[ت۲] ہے کہ۔ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ
روحی وجعل السَّمعَ والابصار والافئِدَۃ
قلیلاً مّا تشکرون۔ کہ سنا و دیکھنا دیا و علم و عقل
دیا کہ فرصت دے چھوڑیا ہے۔ اگر ہاتھ و پاؤں و ہمہ
اعضا تیرے بھاوتے میں کر دیا ہے اگر اٹھتے[ص۱] یا بیستے یا چلتے
ہلتے، کیا فرصت چھنیا ہے کہ اس کی رضا بغیر ذرا[ص۲] حرکت
ہنیں۔ سبب کہ[ت۳] سب داد الٰہی، اگر پلک[ت۴] زدنی میں ہمہ عالم
کی فرصت چھینے و دے سکے یوں سبب یہ کی اس بغیر
ذرہ کی حرکت ہنیں کہ سمیع و بصیر اس کا اگر جائے تو تیرے
کیئے تھے کیا اُسے ولیکن سب حوالہ تیرے کیا[ت۵] ہے۔

سوال:۔ معما پڑتا نہ یوں کہیا جائے نہ کچھ اتنا کرتیں شریک
نکل آتا۔

ت۱ وصا کرتا کہتا ت۲ ہوا کہ۔ ت۳ کہ سب (ندارد) ت۴ اگر پلک زدی ت۵ کھتے
ص۱ اٹھے یا بیسے یا ہلے یا چلے ص۲ ذرہ کا۔

Hanif Razvi

جواب :۔ تو توں کچ درمیان آفرینش میں ہے یا نہیں سب
وہی وہ ہے۔

سوال :۔ استغفراللہ العظیم کہ بندہ ضعیف، بے طاقت، بے
خود، غریب کہ آفرینش اوست۔

جواب :۔ توں بندہ خدا تھے تو فعل تیرے، مقدار تیری، وہ بھی
خدا تھے۔ جے تیری طاقت میں آتا و کار کمال قدرت غالب
آں خداست و نہ بینی کہ در کار دینا نفسانی جہد کوشش
تدبیر قوی دیکھلاتا و در کار خدائی[1] یعنی کاہلی می کند انصاف
نہ شوی در خود۔

سوال :۔ کی سب دل قبض[2] خداست، جیوں پھراتا توں پھیرتا
خواہ مجازی[3] خواہ دینی۔

جواب :۔ اے سائل! یہ جہلات نفسانی چھوڑ۔ یہ بھاؤتا تیرا
کی تجھے[4] ارشاد نہیں و تسلیم نہیں۔ قولہ تعالی۔ یَامُرُوْنَ
بالمعروف وینھون عن المنکر۔

سوال :۔ یہ بھاؤتا، میرا اسی کا بھاؤتا۔ اگر پھرائے گا تو پھرے گا
جواب :۔ اے نادان بھاؤتا خدا کا کلام وحی و یہ بھاؤتا نفسانی

---

[1] خدائی (ندارد) [2] قبض [3] دنیاں [4] تج تھے۔
[2] در قبض خداست

تعلق شیطانی کہ سجدہ آدم را نہ[ت۱] کند برائے آں لایق عقوبت گردانید تسلیم باید۔ اے عابد! اپنے کام میں دیکھ۔ وقتے زحمت افتادی۔ اس وقت نفس تیرا چند بار کیا کیا چیز منگتا و تا سب رد کرتا وانچہ طبیب فرمود بروکار کند[ت۲] کہ داروئے تلخ و طعام[ص۱] بے مزہ بر خود اختیار کردی وہاں نہیں کہتا کی خدا کا بھاوتا یو نچ ہے و یر[ت۳] ہیں نگاہ رکھتا واگر کہے گا کہ کچ ہوسے واختیار ہر یک[ص۲] چیز کرے گا وخورد[ت۴] ہلاک شود دریں باب شک نیست واگر نا ڈر[ص۳] کے زہر کھائیں تیرے وانبرت[ت۵] بیئیں میرے یو کام کثرت پر نہیں کہ النادر کالمعدوم کہ خداوندی خود نمود۔ یہاں اپنے کام غالب دیکھلا[ص۴] یا۔ ولیکن تدبیر منع نہیں۔

سوال:۔ کیا تدبیر تھے تقدیر چوکتا؟

جواب:۔ تقدیر آسمانی۔ وہاں تیرا کیا چارہ۔ اما تیرے ہاتھ کی تقدیر[ت۶] چوکتا۔

سوال:۔ میرے ہاتھ تقدیر[ت۷] کیا۔ مرنے جیونے کی آ[ص۵] ہے۔

ت۱ نہ کرد ت۲ می کنی ت۳ پرہیز ت۴ اور کھائے گا تو ت۵ امریت ت۶ تقدیر چوکتے ت۷ کیا تقدیر جیونے مرنے کی ہے۔

ص۱ طعام بے نمک و بے مزہ ص۲ ہر یک چیز کا کرے گا اور کھتا تو او خود ہلاک شود ص۳ واگر نا ڈر کہیں کی زہر کھائیں مرسے وامرت کھائیں وامرت پیئیں سیں مرے یہ کام کثرت پر نہیں ص۴ دکھلاتا ص۵ میرے ہاتھ کیا۔

جواب :- اے نادان ! بولنے میں بے ادبی ہے۔ سمج ارشاد نہیں لیتا تیرے ہاتھ مرنے کی تدبیر ہے واگر فرمودگی سوں رہے تو جیونے کی بھی ہے۔

سوال :- کہو جتاو[1]۔

جواب :- زہر کھاؤ، موت ہے، واگر کارد در شکم زند موت ہے واگر در آتش انداز د موت ہے۔ بدیں سبب چندیں نمودہ است۔

سوال :- اگر قسمت[2] و تقدیر اچھیگا تو وہیچ دل میں آوے گا چوک نہیں، یہاں کیا ستم گاری ہے۔

جواب :- ہموں حال[3] خبر نہ بینی۔

سوال :- اگر تقدیر باشد ہموں طریق بمیرد تو تو ویسا سبب گھڑے گا

جواب :- کہ نہ آن کام میں زیان[4] دستا ہے سبب یہاں تھے کھینچ لیتا ہے وخود را نگاہ دارد کی جانتا کی زبان اپنڑے گا

سوال :- جیسے یوں بھی بوڑیچتا ہے اس تھے ایسا بھی سبب گھڑتا ہے ستم گاری کیا ہے؟

جواب :- ستم گاری یہ ہے کہ جے کچھ[5] لیکھیا سو چوکتا نہیں

---

[1] سمجاو [2] قسمت اچھے گا تو او [3] حال احوال ترا نہ بینی [4] کہ آن کام میں زیان ترت دستا ہے [5] بھی کچھ قدیم۔
صا سمجاؤ۔ صفحہ زیاں ٹوٹ دِستا ہے۔

اگر کہتا تو یہ تدبیر تیرے ہات ہے آزما دیکھ۔

سوال:۔ اگر رکھے ذرا متغیر نہ ہوئے تو؟

جواب:۔ یہ کام[ط] نادر ہچوں ابراہیم خلیل اللہ در آتش و یوسف در چاہ و یونس در ظلمات۔ یہ فرصت اللہ تعالیٰ پر[ت] موقوف ہے اما لاکھوں میں ایک ولیکن بر ہمہ کس واجب نباید۔ یہاں نصیب کیا آزماؤنا کہ اک[ت] جالن ہارے وآہیں جلنہارا۔ یہاں نصیب کیا آزماؤنا۔ حق بجالانا خدا تھے دیکھ اپنے کام نفسانی میں بھاوتا توڑ کر اختیار کرتا و جہد کوشش رکھتا پس چرا در کار خدا ترک گیری جے کچ کام ربانی تو موقوف پر بھاؤتا وجے کچ کام نفسانی فرصت سوں کرتا اے بندہ اللہ تعالیٰ بر نیک و بد ترا فرصت دادہ است جہد کر، اگر جہد خود کریتں، بورا اور بورا کریتں۔ خوب یوں تو نہیں۔ جز اک اللہ ولیکن تیری اختیاری[صا] جی پیلاڑ دیسے تو پس ہو نہارے پر کھال یہ[ت]

ط کلام ت تھے (بجائے پر کے) موقوف ہے بکی (سو کی) ت کہ آگاہ ت یہ تیرا بھاؤتا درمیانے کر تیری اختیاری پیلاڑ دے۔ تو جھلاۃ پھیرا سوال جواب کرتا یہ بھاؤتا تیرے نفس کا۔ خدا کا بھاؤتا (یہ عبارت متروک ہوگی ہے)

صا اختیاری تھے جی پیلاڑ دے تو پس ہونہارے پر کھاں یہ تیرا بھاوتا درمیانے یکی جھلات پھیرا سوال جواب کرتا یہ بھاؤتا تیرے نفس کا و خدا کا بھاؤتا وہے کہ نبی کلام وے تجے سوا دارشاد نہیں الخ۔

Hanif Razvi

تیرا بھاوتا وہ ہے کی بنی و کلام وے تجے سوا دارشاد نہیں کہ امر بجا لیانا و نہی تھے منکر ہونا۔ پس اے عارف دیکھ ایس میں کہ اپنے کام میں کیوں سزا دیتا اپنے بھاوتے کوں، پس وہی کوشش رکھ امر معروف کوں کہ یہاں زیاں[1] ترت دیکھتا ہشیار رہتا و لیکن ندانی کہ دیر گیر دولے سخت گیرد۔

سوال:۔ یہاں کیا میرا بھاوتا، یہ سب اسی کا۔

جواب:۔ تیرا ایہی کہ پھیر تکرار کرتا[2] کہ یہ دانائی اس تھے ہے اما تسلیم ہو پھر تکرار کرنا بھی گناہ اینجانب بسیار کہ است ہے اختیاری تجھ کوں دیا ہے مثلہ یک مکتب خانے میں کو دکاں را تعلیم آموخت و آں کو دکاں پیش ازیں نہ الف، نہ بے، و نہ تے را دانند و نہ اعراب و نہ جزم و نہ نکتہ۔ و مولائے[3] ایشاں را بعلم خود ہمہ آموخت۔ یک بار و دو بار و سہ بار گوید و بار بار گوید تا کہ سیکھیں لک جو نکے ان کی زبان میں لفظ برتن[4] لگیا بعدہ چوکے تا خطا براستاد یا بر شاگرداں

---

[1] اے نادان یہ ایس تھے ہے [3] ملاں [4] چوکے تو بعد
[2] ترت زیاں دیکھلاتا۔

بگو مثل جوں کی کبوتر بچہ خودرا اول[1] دم دہد برائے
آں کہ حلق کشادہ گردد و جوں کی حکمت سوں پرورش
ہوا پس اپنا چارہ کھالیا دکھلا دیتا مثلہ ایضاً ہمچوں طوطی
را ہموں را سخن و حکمت آموختن پس در آموختن
خطا کند آں خطا بر طوطی لازم آید ہموں مثلہ و نمونہ
خدائے تعالیٰ بر بندگاں خود نمود۔

سوال۔ صحیح کہ قادر توانا۔ توانگر کرے سو ہوئے کیا سو ہوگا۔
ہستی را نیستی و نیستی را ہستی۔ ہر چہ کند آں کند۔ بر حکم
خود بندے کوں چارہ نہیں کی یوں پاؤں[2] دل بندہ قبولیت
میں اچھنا۔

جواب۔ بارک اللہ کہ خدائے تعالیٰ این نظر[3] ہر کس را مید ہد۔
اے عابد! تو کھیا کی جاھدوا فینا لنھدینھم
سبلنا و دیگر منقول کہ قولہ تعالیٰ وما اصابک من
حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ
فمن نفسک وارسلناک للناس رسولاً ط

---

[1] بدم اول صہ [2] پاؤں [3] حرف نظر ندارد

سوال ۔ تو معلوم پڑتا کہ اپنا ں سب اس تھے جیسا کرے گا دیا پاؤے گا ۔ ہمارے کام میں خدا کے کام نہیں کہ او بیچ (داو لہی) اختیاری دیا ۔

جواب ۔ اے عارف ! ای بھی کر فہم اتیاں تیرا کام اس کی فرصت تھے ۔

سوال ۔ حق است اما یک آرزو کہ اپنے کام[ل۱] و اللہ کے کام اس کی رضا بغیر ذرہ ہلتا نہیں ۔ کیوں[ص۱] و ان[ل۲] میں دیکھ چلو سو کیا ایں ہر دو امر چناں پر مشل چناؤ دیا اگر[ص۲] بندہ کا کام کیوں و خدا کا کام کیوں پال کر یہ کیوں سمجھاؤ بیاں جے روشن ہوئے عیاں یوں کہے خوب نشان جے توٹے بھرم گمان ۔

جواب ۔ یک تین باتاں سمج لیہ ۔ یک خیر و یک شر و تیسرا تیری اختیاری ۔ یہ تینوں باتاں خدا کے اس معنی میں سب اس تھے و سب بندے[ص۳] تھے ۔ کیوں یہ اختیاری و فرصت دیا ہے ۔ بر خیر و شر قدر حال اختیار کی امر فرمایا ۔ یعنی عبادت

سوال ۔ معما ہے کچھ[ص۴] نیا[ل۳] لوڑے ۔

ل۱ ۔ کلام و اللہ کے کام کی ص۱ کیوں و تھیں دیکھ چلو سو کیا ۔ ایں ہر دو امر چناؤ پر مشل دیا اگر ستنتر بندہ کا کام ۔ ل۲ ۔ سمجھا

ص۱ کیوں انھیں دیکھ چلو بندہ سو کیا ص۲ اگر ستنتر کا کام ص۳ بندیاں تھے ص۴ سمجھیا لوڑے ۔

Hanif Razvi

جواب۔ اے عابد! یک تشبیہ سن؛ اس باب کا وسمج لیہ نہ کام کل بندے پر بجھایا جائے نہ خدا پر این سخن دوتا باشد کہ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا هُوَ ط و دیگر منقول الا هو السبیلا امّا شاکراً و امّا کفوراً ط یہ دو باتاں کوں ربط دینا خدا کے فہم تھے نہ ستنتر اس میں، نہ براو ایں مثل نمونہ شناس کن ہمچوں در چشم نظر باشد و چشم مرا جز آفتاب نہ نماید کہ بغیر آفتاب انکھو اندھلا اچھے تو تجلی آفتاب نکلی ذرا کام ہیں نظر کا، واگر آنکھیاں نہیں تو آفتاب اپنے اُجالے سوں اپنی ہے پس جوں نظر آفتاب تھے پڑتی ہے و جہاں شعاع آفتاب کا نہیں نپیں وہاں کیا کام نظر کا اندھارے میں، اگر انکھیاں نہیں تو آفتاب کا ظہور بھی نہیں تو ایسی مثل سرشت بندیاں کا جوں کی آفتاب[1] تھے کہ اس بغیر پرکم آنکھ یہ منصوبہ تو کام کیا آفتاب کا یا نظر کا یک معیّن[2] جا گا نہیں، و لیکن فرصت تو نظر کوں آفتاب کا، و لیکن جے کچھ نظر میں خطا ٹھرے تو کیا

---

[1] یک طرف معنی گون جا گا۔

[2]۔ آفتاب تھے ظہور نہیں۔

Hanif Razvi

چوک اجیت پڑ[ل] یا نظر پڑ نہ تحقیق نظر پڑ[ل] اگر فرصت اجت ہوا تو کیا یوں
کار ما بین و لیکن[۲] چوک نظر پڑ[ل] و لیکن فرصت آفتاب کا
اس سبب ہمہ کار آفتاب بداں و لیکن یہ آنکھ شریک
نھوے کہ آنکھیاں بھوت و آفتاب یک و سب انکھیاں
پرتو آفتاب[۲] است و عکس را تبدیل است[۱] و آں آفتاب
ہمیشہ یک است ہمول نمونہ ذات و صفات کہ او دیگر
انواع جوں نظر نجھے ہا نھ نکھ ڑ یا نظر تجھے بنی پر جیب
ہر دو[۳] ہا نھ و جیب جز نظر کار زود و لیکن تیجھ[۴] بر نظر نباید
کہ نظر منزہ بر ہر دو شاید ہمول نمونہ و مثال بر ذات
بندہ و خدا نماید۔ دریں ہر دو مثال امر ثابت شد
یا نہ کہ خدائے تعالیٰ انصاف ہے۔ تمام عالم کی حرکت
اس کی فرصت و لیکن وہ کسی[۵] کام میں نہیں آتا ہے تو
یوں جوں نظر میں آفتاب ہے بھی نہیں دریں فکر عابد را
باید کہ رسید بعدہٗ معلوم شود لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا
بِاِذْنِ اللّٰهِ کہ خدائے تعالیٰ قادر، توانا، ہر چہ خواہد آں کند

ل کا دیجائے پر) ۲ آفتاب یک است ۳ ہر دو جز ۴ سہواً (اضافہ)
۵ کسی کام میں نجھے لیا یا ہے ۶ در دل آدمی باید ۔
صف (اضافہ) دکھلانے میں دو جنس نہیں۔

Hanif Razvi

کہ ہمہ حرکت جان جہانیان از قدرت خود برتانہارا ہے۔ یہ
ایمان اقرار یا انصاف در دل باید۔ واللہ اعلم۔

سوال۔ ایمان چیست و ایمان کرا گویند؟

جواب۔ کہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب۔ تصدیق چگونہ کہ انچہ خواست آن کند۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔ خدائے تعالیٰ بر بندہ سہ چیز فریضہ کردہ است اوّل عرفان بعدہٗ ایمان و بعد اسلام۔ عرفان آن را گویند کہ خدائے تعالیٰ را بہ کمال قدرت باید شناس و اصل معرفت دو چیز دارد مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ و ایمان آں است آں چہ خدائے تعالیٰ انچہ خواہد آں کند و اصل ایمان دو چیز دارد الایمان بین الخوف والرجا۔ و اسلام آں است کہ رجوع بودن است و اصل اسلام یک چیز دارد کہ امر بجا آوردن است کہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ و بندہ شاہد باید بر مشاہدہ ایمان کہ از فرصت اللہ تعالیٰ این مشاہدہ

ل در دل آدمی باید ۲ و اصل عرفان ۳ لفظ اصل ندارد۔

۴ بر بندہ خود۔

ایمان است و مراقبۂ ایمان آن است کہ ہمہ خطرات نفسانی
و رحمانی در ثبوت ایمان نفی نماید بعدہٗ در ہمہ اعمال ہر یک
چیز ایمان بیرون نہ نماید در ہمہ حال و افعال و بندہ از خدا
نماید انشاء اللہ تعالیٰ و مشاہدہ رحمانی با ایمان در دل تصوّر
کنند[ص] چنانچہ قولہ علیہ السّلام قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ
و مراقبۂ رحمان با ایمان و عرفان در ذات حق نفی باید کرد ۔
بعدہٗ در اعمال ہر یک جز خدا بیرون نہ نماید پس در نظر بندہ
بینندۂ او ست و در گوش شنندہ او ست و در زبان چشندہ
او ست و در ہمہ حرکات و سکنات از دست کہ نفس امّارہ
نحو شود در نفس الرحمان و اللہ اعلم ۔

سوال ۔ نفس الرحمان کجا است ؟

جواب ۔ بر قلوب المومنین[۱] اگر اہل نفس رحمان کے بھاونے میں پڑتے
پس چنان باشد کہ خدا کے بھاوتے میں پڑتا کہ نفس الرحمان
بر دل آدمی ہمچو نائب است بر نیک و بد و کس را نہ گوید

---

۱ ۔ بر قلب مومن ۔

ص ۔ کن ۔ ۲ ۔ گو ندہ

کہ ایں نیک یا بد واین نفس امارہ خود حیلہ و مکر ساخت و خود خاموش نہ کردد اگر بہ پرسند اورا او کار راست فرماید وگر نہ خاموش باشد۔ آں نفس مدعی است برائے فعل آدمی ہر یک آں وقتی کہ روز قیامت واللہ اعلم باید کہ خود نفس را بانفس الرحمان تعلق کند۔

سوال۔ ایسا کچ حال ہے۔ جے ایس تھے الفنافی اللہ ہوئے و ذات میں وصل ہوئے؟

جواب۔ عبادت است۔

سوال۔ عبادت چیست؟

جواب۔ اصل عبادت فکر است کہ ستر عبادت فکر است کہ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَتِ سِتِّيْنَ سَنَةً۔ ایں فکر بر دو انواع است۔

سوال۔ آن فکر کیست؟

جواب۔ یک یہ کی جے کچ تیری ذات میں تھے یا دکا بدھارا باہر آتا ہے یہ تمام یا دگواہ داری سنگھات جہاں تھے آیا وہاں چ فدا کیا لوڑ یعنے ذات میں ذات پس چناں شود کہ درحق مستغرق کہ الفنافی اللہ این فکری است کہ یک ساعت ستر عبادت است و ایں فکر اول است

وفکر دوم ہر خطرات باہر آوے وہر یک اعضا میں بار
ہر یک اعضا کا مثلاً آنکھ دیکھنہاری وکان سننہارے
یو ہر یک اعضا اپنے کام میں وہر یک اعضا میں
یک مقیم فہم ہے۔ دو جا فہم ولالت ہے وفہم ولالت ہر یک
جنس اعضا کا جہاں کا وہانچہ بھیراؤنا۔ پس جو نکے سدہ بدہ
نور جیسا بالک بھاؤنا بوجھے[1] رنگ نہ راؤ آرے جی جان پینے
کالمکار و توں استھے ہو بھار اس یاد اور بسر ان دو تھے توں
تسرا کہ یہ یاد اور بسیر + ایں ہر دو دوام است ہمہ عالم در ین
ہر دو افتادہ اند۔ پس نہ یہ یاد نہ بسر نہ یاد قرار و نہ بسر ایاد
آیا بسر گیا[2] و بسر ایا یاد گیا[3] ہمچوں شب و روز اما سالک را کہ
در یاد فراق و در فراموشی وصال یعنی فراموش نفس خود را
کہ جے کچھ یاد میں حق پایا و بسر میں لیہ[4] گیا پس یاد نہ رھیا۔
چنانچہ فرمان از دیوان عارفاں را وصال در یاد و فراق در
فراموشی و عاشقاں را فراق در یاد و وصال در فراموشی اما

---

[1] سوجے [2] وبسرایا (اضافہ) [3] لے
[4] یاد آیا۔

ایں راہ سالکان است ۔

سوال ۔ کہ ایں راہ سالکاں کہ در حق واصل شوند این راہ چگونہ است ؟

جواب ۔ اینجا مقام از مقام است ۔

سوال ۔ چند[1] چیز کدام مقام است ؟

جواب ۔ دو مقام ۔

سوال ۔ کدام کدام[2] ؟

جواب ۔ یکے مقام شیطانی دوم قرب و در میاں راہ ہا و منزلات نمود ۔

سوال ۔ چند منزل و چند راہ ؟

جواب ۔ چہار راہ و چہار منزل ۔

سوال ۔ کدام کدام ؟

جواب ۔ یکے راہ شریعت و منزل ناسوت ۔ دوم راہ طریقت و منزل ملکوت سوم راہ حقیقت و منزل جبروت ۔ چہارم راہ معرفت و

---

[1] چند مقام است ۔ [2] کدام کدام مقام ۔

ص ۔ اول مقام بعدہٗ راہ بعدہٗ منزل ۔

Hanif Razvi

منزل لاہوت۔

سوال۔ سمجھیا لوڑے؟

جواب۔ مقام شیطانی اگر اس مقام کوں چھوڑے تو راہ شریعت میں آوے۔

سوال۔ از شکم زائیدل آن مقام؟

جواب۔ وہاں تھے مقام شیطانی اس کا ٹاک شریعت کی راہ نا لگ۔

سوال۔ منزل ناسوت کر بولیا کیا ہے؟

جواب۔ اوّل[1] مقام راہ بعدہٗ منزل۔

سوال۔ مقام شیطانی اس کا نشان کیا؟

جواب۔ اصل یک نشان کہ دوئی و شرکت و بعضی ہوا، حرص و حسد بغض، کینہ، کبر، جنگ و جدل میرا تیرا در عمل نفسانی کرنہار باشد کہ حرص الدنیا عذاب الآخرۃ۔

سوال۔ در ہنگام صغیری حرص و ہوا کہاں ہے؟

جواب۔ از شکم زادل باندوہ و گریاں بیرون آمد و بفعل نفسانی نہ کہ رحیمی[2] و حلیمی پس چوں بدیں حرص زیادہ ہوتا ہے پس تمام مقام شیطانی بار ہوا و بعضی می گویند کہ نہ آن منزل ناسوت

ص[1] اول مقام بعدہ راہ بعدہ منزل۔ ص[2] رحمانی

کہ ناسوت منزل حال مجذوب نماید برائے آن درہنگام صغری
کہتے ناسوت کرانا درست نہیں کہ اول مقام باز در راہ
بآن منزل ۔ (بعد از)

سوال ۔ مقام (ط) یہ پس راہ شریعت کیوں ؟

جواب ۔ اس مقام بھتے پاؤں گاڑنا و خوف و رجامیں آنا بعد کہ
راہ شریعت و شریعت حد شناختن، حد یعنی یک (ل) بندہ و خدا
کہ اَنۡتَ رَبِّیۡ حَقٌّ و اَنَا عَبۡدُکَ خَفِیۡفٌ و این دانستن
این راہ شریعت باطن و اظہار کہ امر (ت) بجا آوردل است ۔ بر بنا (۳)
مسلمانی ہیچ چیز را استوار داشتن برخود اینجا مقام نفس است
این تعلق شریعت بر وجود ظاہر یعنی این بر واجب الوجود و
منزل جز ذکر و مراقبہ و مشاہدہ منزل را نہ رسد ۔

سوال ۔ ذکر کون ؟ اور مراقبہ اور مشاہدہ کیوں ؟

جواب ۔ ذکر جلی، اما ذکر جز نام (ت) اللہ اور یاد نہیں کہ نام اللہ ذاتی و
بعض نام صفاتی ۔ اللہ نام محیط است در ہزار نام کہ نام

(ل) ۔ بندہ یکے خدا (ت) بجانہ آوردن است (۳) بنی مسلمانی (ت) نام اللہ
(ط) ۔ مقام توبہ اس شریعت کیوں ۔

خدا بر خودی خود بعضی ناموں بر صفات نمود ۔ چنانکہ قادر، توانا، تونگر کہ سبحان و سلطان رحیم و کریم، جبار، ستار، غفار ۔ این نام بر ہر یک صفت تعلق دھرتا ہے ۔ نام اللہ محیط است کہ سبحان اللہ سلطان اللہ ۔ جز اس اور فضل نہیں ۔

سوال ۔ ذکر لا الٰہ ؟

جواب ۔ یہ ذکر ہوئے ۔ کلمۃ التقویٰ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

سوال ۔ اس[1] تھے کفر دفع ۔ تو ۔

جواب ۔ اگر محمد رسول اللہ ہوئے تو کہ لَا اِلٰہ نفی و الا اللہ اثبات تکرار ایک بار، دو بار، و سہ بار، بار بار گفتن دروغ لازم آید ۔

سوال قول[2] علیہ السلام در مصقلۃ القلوب لا الٰہ الا اللہ ؟

جواب صحیح[3] لا الٰہ غیر الا اللہ حق اثبات کیا ۔ یہی پھیر غیر کوں یاد کرنا درست ہے کہ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ و دل آرسی و کلمہ طیب مصقلہ جیاں تھے مصقلہ کیا سبب کہ کہ آرسی صاف ہونے کوں مقصود کیا ۔ مشاہدہ ہونا ۔

---

[1] اس تھے دفعہ کفر تو ع جواب ۔ غیر الا اللہ حق ثابت کیا بھی [3] شغلۃ

[2] صحی قول

نہ عمر خویش لک مثل جونکی صابون کپڑے کون لائے پاکی سبب
پس جامہ پاکیزہ کر کر سکا لینا نہ کی بھی میلا کرنا و دھو دھو
خستہ کرنا۔ اس پر اے ذاکر دھونڈ یا لوڑے لاالہ جاتا دم
میں و الا اللہ چڑتے دم میں۔ پس فکر کن کہ در وقت موت
جان مقبض شود آن وقت نفس تو در لا الہ می رود یا در
الا اللہ پس چونکہ در لا الہ رود ہمہ ذکر ضائع شود۔

سوال۔ خدائے تعالیٰ ناظر بر نیت است یا بظاہر اعمال؟

جواب۔ پس چونکہ خدائے تعالیٰ بر نیت ناظر است پس ظاہر
ذکر چرا کنی کہ خدائے تعالیٰ نیت پر ہے پس اور یہ ذکر تھے
تو خوف پکڑنا تھا اس سبب نیت موقوف خدائے تعالیٰ پر
اما در ظاہر سنت خطا لازم آید۔

سوال۔ پس ذکر جلی کیوں؟

جواب۔ کی کلام ربانی فَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
ذکر اللہ کہ در دم و در زبان و در چشم و در گوش و در ہر رگے

ل۔ کپڑے کون لایا پاکی کے سبب۔

۱۔ خویش لک معقلہ۔ ۲۔ اے ذکر ۳۔ خدائے تعالیٰ دیکھتا بر نیت
۴۔ نیت دیکھتا ہے۔

وہمہ اعضا نام اللہ محیط نماید۔ چنانکہ اعضاءِ منصور در ہر
اندام کہ آواز انا الحق بر آید۔

سوال۔ مراقبہ چیست و مشاہدہ چیست؟

جواب۔ مراقبہ یہ ہے کی نفس کو ن تفرقہ نہ کرے یکجا جمع کند و مشاہدہ
آں است کہ نفس را در ذکر مشغول کند۔ ہمیشہ خدا نخے۔
بعدہٗ در ذکر از کرم حق تعالیٰ ایک حال را رسید آن[ص۱] کہ
منزل ناسوت است۔

سوال۔ منزل ناسوت را حال[ص۲] طریق کیا؟

جواب۔ آں کہ در سوزِ ذکر مست شود و در ظاہر طبیعت ہمچوں
دیوانہ و مجذوب، این منزل اول است انشاء اللہ تعالیٰ
بعدہٗ چوں ایں حال حضم[ع۱] شود و راہ طریقت را برسد این جا
مقام دل است و راہ طریقت تعلق بر وجود روحانی یعنی
ممکن الوجود۔ آں[ت۱] وجود بقائی کہ حدیث المومن حیّ
فی الدارین واجب الوجود پوست و ممکن الوجود مغز۔

ت۱۔ و آں در وجود۔ ع۱۔ حضم صحیح املا ہضم
ص۱ کہ آن منزل ناسوت۔ ص۲۔ حال کیا طریق؟

Hanif Razvi

ہمچو مار گزارد پوست را در وجود خاکی چگونہ باشد۔ ہمچوں گوہر در صدف، بر وجود روحانی راہ طریقت آں ست کہ حدیث نبی اِنَّ فِی اُمَّتِیْ رِجَالًا اَبَدًا اَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ قُلُوْبُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ ایں آن راہ است کہ سیری وطیری حاصل شود و آنجا طہارت باطن توبہ و توبہ ہمچوں توبۃ النصوحا وصلوٰتِ[۱] آنجا کہ حدیث الصلوات خلاف العادات یعنے ہمہ افعال ظاہر و باطن نفسانی خلاف کرے و ڈر دل میں ذکر قلبی سوں مشغول ہوئے مراقبہ و مشاہدہ سوں۔

سوال۔ دل کون ؟

جواب۔ قلوب المومنین، عرش اللہ تعالیٰ۔ اس دل کی بزرگی کسے را نہایت نہ رسد کہ القلب بیت الرب۔

سوال۔ یہ دل کہاں ہے ؟

جواب۔ در وجود آدمی۔

سوال۔ یہ بزرگی دل کے وجود میں کیوں سمایا ؟

جواب۔ جوں درخت برکا بر کے بیج میں۔

سوال۔ ظاہر کیوں ہوئے ؟

---

[۱] صلوٰۃ باطن آنجا۔

جواب۔ مرشدؔ[1] کامل۔
سوال۔ کہیا لوڑے طالب کوں؟
جواب۔ اے طالب! دل نوری خدائے تعالیٰ است و دل معرفت
کہ نہاں گنج در ذات آدمی باشد اما دل[2] دو، یکی معرفت
متحرک دوم معرفت مقیم نہاں گنج و روح منزہ،
بر ہر دو شاہد است و معرفت متحرک آں را نفس گویند
و معرفت مقیم آں را دل گویند و برایں ہر دو شاہدانِ
روح کہ قل الروح من امر ربی معرفت مقیم و نہاں
یہ معرفت آتا و جاتا کہ بر دل آدمی و علم لدنی پیدا شود۔
کہ امر باری تعالیٰ بر دلِ ولی اللہ نازل شود کہ وحی الیشاں
را نہاں بر دل نازل شود۔ وحی بر دو نوع است یکے
بر ندا و دوم در دل از ارادت است کہ حدیث قول
علیہ السلام لَا تَتَنَزَّلُ الْوَحْیُ بَعْدَ الْاَنْبِیَا لٰکِنْ شُعَرَاءِ
اُمَّتِیْ تَلَامِیْذُ الرَّحْمَانِ واین دل مجازی پارۂ گوشت
کہ در پہلوئے چپ باشد۔ یہ دل مردہ۔ اما دلِ حقیقی زندہ است

---

[1] مرشد کامل ہوئے [2] اما دل دو نوع است۔

یک سب یہ کھیا کی یہ دل پارۂ گوشت کہ در سینہ
باشد و دل معرفت ہم در سینہ نماید پس آں دلِ معرفت
در ظاہر نظر نمی آید ولیکن معرفت در سینہ باشد
بس دل را نام کسے نہند برائے آن ربط بر عام خیالِ شود
کہ دل پارۂ گوشت است کہ حدیث تَكَلَّمُ النَّاسَ
عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ ولیکن دل حقیقی در پارۂ گوشت
خیال نہ باشد جوں کی نظر آنکھ سوں تعلق دھرتا ہے۔
و نظر سوں دیدہ کھیا جائے و سننا سو کان کھیا جائے
و بول سو جیب کھیا جائے ولیکن سخن لساں نہ شود و
دیدہ نظر نہ بود کہ نظر منزہ است ولیکن دل حقیقی و
دل مجازی میں یوں نزدیکی ہووے گی۔ ایسا دل
معرفت ذکر قلبی باید و در کلام ربانی اشارت ذکر قلبی
نمود وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً (خفیہ)

سوال۔ قلبی ذکر کیوں؟

جواب۔ کہ اسم اللہ در زبان، در دل ذاکر باید و ایں ذکر را جز خط

ل در نظر ظاہری نمی آید ک کیا ت جو نکہ آنکھ

کسے نہ داند کہ مشغولات دل میں کا اچھے۔

سوال۔ وہاں کا مراقبہ و مشاہدہ چیست؟

جواب۔ آنجا مراقبہ آں است کہ ہر یک خطرہ کہ دل میں آغاز کرے وہم در دل در دل غائب کند کہ بیرون آمدن ندہد۔ وہاں کا شغل وہی ہے کہ مَا مِنْ شُغْلِكَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ صَنَمُكَ، و مشاہدہ آں است در ذکر مشغول باید کہ حدیث قدسی الانبیا والاولیا یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ دَائِمُوْن۔ بعدہ در ذکرِ از کرم حق تعالےٰ یک حال را رسد آں منزل ملکوت است۔

سوال۔ منزل ملکوت کا حال کیا؟

جواب۔ چوں عبادات و طاعات و باطن کشف[ل ۱ع] در سیری و طری و باطن ارواح مومناں و ملائکاں صحبت مستقیم شود اگر کچ رنج گنج بر ہر دو حال برابر نماید در خوف و رجا در دل دارد۔ در منزل ملکوت حال کیوں دسیگا چوں استوار در راہ شریعت، اما تفاوت یہ کہ ایشاں را

ل ۱ع۔ کشف تا ملائکاں ندارد۔

ندا بر غیب آید از حق وقتی در نماز، وقتی بیرون از نماز۔
ظاہر کہ ایشاں در اعمال باطن تصرف کنند و در عبادات
ظاہر نقصان نماید و باطن احسان بود کہ منزل ملکوت
و راہ باطن طریقت است کہ نزدیکی ایشاں ذم و مدح
یکے بود، سوکھ پر نہ شاد، نہ دوکھ پر اندوہ۔ انشاء اللہ
تعالیٰ بعدہ۔ چوں آں این حال بہ ضمیر سکھ حزم شود و براہ
حقیقت رسد این جا مقام روح است و راہ حقیقت
تعلق با ممتنع الوجود دارد آنجا سزاوار یک حال دارد
ممتنع الوجود ذوق باشد در قرار خود نہ لرزد نہ جنبد و راہ
حقیقت آں است۔ سزاوار طلب وصال نماید و آنجا
صلوٰۃ کہ حدیث الصلوٰۃ اتصال الی اللہ چنانچہ خواجہ
جنید بغدادی سید الطائفین رحمۃ اللہ علیہ را ہم قولی است۔ مَنْ لَمْ
یَکُنْ لِلْوِصَالِ فَکُلّ اِحْسَانِہٖ ذُنُوْبٌ و در جائے
ذکر روحی سوں مشغول ہوئے۔ مراقبہ و مشاہدہ سوں۔

ف صد ۔ این حال حفظ شود ف صد ۔ نماید ف فکل ذنوب در جال
صد ۔ از غیب آید صد پس آن جا
ا ع ۔ راہ حقیقت را ا ع ۔ حدیث نبی

Hanif Razvi

سوال۔ روح کون و روحی ذکر کون و مراقبہ و مشاہدہ کیا؟
جواب۔ روح آن است کہ امر خدا قل الروح من امر ربی۔
اصل روح محل مشاہدہ و ذکر روحی آں است کہ مشاہدہ
معشوق بر خود تصور کند کہ اینجا[۱] مقام حضوریت است
کہ در حقیقت لازم آید چنانچہ قولہ تعالیٰ مَنْ کَانَ فِیْ
هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی[۲] مراقبہ آن است
کہ ہر طرف کہ نظر کند جز خدا ہیچ نہ بیند۔ چنانچہ[۳] فَاَیْنَمَا
تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ وقول خواجہ خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰهَ فِیْهِ مشاہدہ آں است
کہ در ذکر روحی مشغول باید۔ بعدہٗ در ذکر از کرم حق تعالیٰ
یک حال را رسد آں منزل جبروت است۔
سوال۔ منزل جبروت[۴] کا حال کیا؟
جواب۔ منزل جبروت فَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہمیشہ غرق از خود در مشغولات
حق کہ یک آپس غائب وقتے دیدہ بال جوں کی مجنوں

ت و قول علی کرم اللہ وجہہ خواجہ خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
[۱] آنجا [۲] قولہ تعالیٰ [۳] جبروت کیا؟ [۴] واضلُّ سبیلا

ولیکن در دل ہشیار باطن در مشغول او ہمچوں منزل ناسوت
ولیکن تفاوت یہ کی ناسوت منزل[١] کا ظاہر باطن مجنوں و
جبروت منزل کا ظاہر دستا مجنون ولیکن مجنون[٤ع] ہووے
سَلیم[٢ع] دل ہے و فنا ہونے ہیں مست و یک ساعت ہوشیار
و دوجے ساعت مست بعدہٗ این حال ہیز[٢] شود و راہ
معرفت را رسد۔ این مقام سِرّ است تعلق با عارف الوجود
دارد این جا محل معرفت است و عارف الوجود کہ قرب
خدائے تعالیٰ است وصلوٰۃ معرفت کہ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ
کہ خدا تعالیٰ را شناس کند و در مقام ذکر سری است و
ذکر سری[٣] سوں مشغول ہوئے با مراقبہ و مشاہدہ ۔

سوال۔ سو کیا؟[٣ع]

جواب۔ محبت کہ حدیث قدسی مَن عَشَقَنِی وَ اَنَا عَشِقُ و ذکر
سری آنست کی محنت میں لگے محبت یوں لوٹے کی خدا

ل حضم ۔ ٢ ل صك ٢ع ۔ سری کیا ۔ ٣ ل ندارد
صا منزل کا حال ظاہر صك ٢ع ۔ سلیم تا مست (ندارد) صه ٣ ۔ ذکر داند کیا یو ل
دیوے کمل پڑا یا اصل محبت ذکر سری سوں مشغول ہوئے ۔
لمٔ مجنوں (ندارد)

میں اپین نفی کر یا اپس میں خدا کون جوں کی بند سمند میں یا سمند بند میں پس چناں باشد کہ انا الحق و من سبحانی و لیس فی جبتی کہ آن منزل لاہوت است لا ابالی و مراقبہ آن است کہ خود را خدا کند در ذات حق جوں کی پانی مل گیا دودھ یا کولسا گنوا یا آگ میں این مراقبہ اعلیٰ است و مشاہدہ آں است کی خود را بیند[۱] و ہمہ کس را ہم خدا داند ــــ ہمچوں مجنوں خود را فراموش کرد و خود لیلیٰ شدہ و روئے ہمہ کس جز روئے لیلیٰ نہ نماید و ہر یک شئے[۲] را جز لیلیٰ نہ بیند این مراقبہ و مشاہدہ سری است چنانچہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرمود "من لم یکن لہ سر فہو مصر" محبت آن است کہ اپین خدا میں مل یک ہوئے جوں کا نور مل گیا جوت میں یا نمک جوں در آب یا اوس نے کتیں[۳] ملا لیہ اپس میں وہی ہوئے جوں کیتنک بھن کر بیٹھ کون اپس میں لیہ وہی ہوا پچ نہ محبت سانتی بند سیپنی کی و نہ تپنگ جوت دیوے

---

(۱) صفہ خود را خدا بیند (۲) صفہ و ہر شئے را۔ (۳) صفہ یا اسے تبھی ملاے اپس میں ئے کیا صفہ و من (ندارد) (۳) ئے تبھی

کی و نہ کملا کھنوڑ اما محبت سیپنی اغیار نماید کہ پتیار ے
پرکھات سیپنی کا اشتیاق جھوٹ و رسوائی بند کا پیچ - اما
ایں دیوا و کلی وکمل از سیپی بجستیر کہ آنجا اغیار ے است
و ایں ہر دو بے طلبند کہ ایشاں خود عاشق اند ہشوند و جان
داوند کیا بول دیوے کمل بڑ اما اصل محبت و عشق آں است
کہ در وصال ہر دو خود را فدا کنند جو نکی جو نا و طہد کی
دونوں اشتیاق تھے آپس میں ایمن تھے تا مل تین دونوں
گنذرے ایس اٹھے در عشق -

سوال - در محبت و در عشق تفاوت چیہ؟

جواب - محبت آگ ہے و عشق بھڑکا محبت میں سلگنا و عشق میں
جلنا - اما عشق در مقام قرب است بعدہ چوں ایں حالی
تمام شود و مقام قرب اسد اینجا مقام نور است کہ در نور
قرب رب العالمین است چنانچہ حدیث قدسی اِنَّ
فِیْ جَسَدِ ابْنِ آدَمَ لَمُضْغَةً وَفِی الْمُضْغَةِ قَلْبٌ وَ

ف اما محبت سیپنی سیپ کا اشتیاق جھوٹ و بیمانت کا بند پیچ ر حصم
حٹ پہ ہر دو
اع سیپنی پرکھات (نذارد) سانچی کا بند -

Hanif Razvi

فی القلب[1] روح وفی الروح سر وفی السر نور
وفی النور انا۔ پس این جا مقام قرب نور است این جا
راہ ومنزل گذشت وذکر خفی یا مراقبہ ومشاہدہ منزل[1]

سوال۔ در مقام قرب چہ نشان؟

جواب این جا منزل وراہ بے نشان است ومقام قرب لانفی
ولا اثبات نہ حرف ونہ نکات ہستی ونہ نیستی۔ ایں ہر دو
درمیان نہ گنجد ولیکن یک سیاہی رمزے است اگر
بدانی ذکر خفی در مقام قرب است وذکر خفی کہ خود را
فدا کردن است در ذات حق چوں کہ فدا شود لا رباً
لا عبداً ہمچو کافور بآتش وصل دارو ہر دو فدا شود و
مراقبہ آنجا در نور نشان دانائی کا[2] لگن دینا تاکہ جان
بنے کا وبیتال[3] وہاں اگر چیزے جان ہووے گا تو شرک
کھڑا رہے گا در آگاہ آگاہ کم کرنا این سخن کسے را
معلوم شود مگر ارادت خدا کہ جس کا وصیح جانے ومشاہدہ

---

(۱) اع فی القلب فواد فی الفواد روح ن۲ ۔ اع لفظ منزل ندارد
ص۲ تاکہ ومراقبہ ۔ ن۳ بیتال

آں انست کہ در ذکر خفی غائب نماید۔ نہ من نہ
توں و نہ ما نہ شما ہم نیست کہ مقام الفنا فی اللہ
جان اے عارف! اک مراقبہ کا انتہا سوچہ مشاہدہ
عبودیت و ربوبیت راجائے نیست۔ سبب یہ
ہے کہ ذات خدا کا تو بقا' اما ہینچہ نہیں پس توں
کہاں اگر بندہ تا خدا وگر خدا تا بندہ کہ من و تو ایں
ہر دو برابر است از یک جا بیروں آمدند کہ آفتاب
روشن انکھیاں تھے وانکھیاں روشن آفتاب تھے
آفتاب تو قدیمی ہے ولیکن اوجالا وانکھیاں تھے نہیں اع
تو پس اوجالا گیا ولے انکھیاں خدا ہو نہاریاں ہیں
وآفتاب بقا واللہ اعلم۔

سوال:- پس جو نکہ ذات میں ذات مل[صا] گیا یک ہو گیا جوں
لون پانی میں کہ لون پانی کا تھا پس[صا۲] پانی میں پانی
سوں مل بندہ پانی کا ہو گیا۔ بھوڑ[۲ع] وہی بندہ
ڈھونڈے[ط] تو سنپڑتا[صا۳] ہے۔

اع نہیں تو (ندارد) صا مل گیا (ندارد) صا۲ پانی کا بند پانی سوں مل پانی ہو گیا۔
۲ع بھنور تے ڈھونڈ تیوں سنپڑا آتا ہے۔
صا۳ کیا سنپڑے گا۔

جواب:۔ خدائے تعالیٰ لَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کہ ہریک مثل کوں عیب لگتا ہے ولیکن کہے کیا سبب ہریک تشبیہ ہر آدمی جاتا[1] ہے۔ ولیکن فہم نہ کئی کہ پانی میں قدرت نہیں تجے[2] وہی بندہ خارج کرے ولیکن ذات میں یہ گمان نہیں کہ مل گیا پس کیوں نکلے گا کہ قادر توانا سکتا کی ہے اسی نور کوں اپنے نور میں تھے خارج کر سکتا لاشک ولاشبہ جان اے عارف کہ یو نور قدیم اول مَاخَلَقَ اللّٰہُ نوری بعدہٗ[3] از نور روح آفرید و بعدہ در روح نفس آفرید خدائے تعالیٰ بہ قدرت خود وایں نور قدیم قدرت سوں تھا ولیکن کیوں تھا۔ نہ متصل نہ منفصل ہمچوں[4] ذریات آفتاب با آفتاب بود۔ نہ متصل نماید و نہ منفصل کہ آں ذریات عکس آفتاب اند پس چونکہ آفتاب قدیم است و ذریات ہم قدیم است و قدرت ہم قدیم ایں ہر سہ یکے است کہ اما ایں

---

(١) جاتا (٢) کہ (بجائے تجے) (٣) بعدہ نور روح را آفرید و بعدہ روح نفس آفرید (٤) ہمچناں ذریات آفتاب بود۔ (٥) بعد از
اع جاتا

Hanif Razvi

عالم خدائی خود خدا است دیگر شریک نیست دیگر
از کجا آرم کہ ایں دوی از تو نماید کہ از فہم کنژ تو
شرک بماند کہ خود را خود دید و دو تا گرد و اگر فہم راست
کنی یکے شود ہمچوں آفتاب سوئے مغرب تا مشرق
نماید و خود سایہ دراز کشد - چوں آفتاب
بر سر راست می آید آں سایہ دراز در زیر پائے
رود ناپدید شود اگر جوئی نیابی ہرگز - نیابی بدانید
بدانید کہ ایں آفتاب معرفت در ذات آدمی
است چوں معرفت بر دل راست آید حقیقت
و سزاوار یکے نماید - دوئی ہم گذشت چونکہ
انصاف میں بے انصاف گیا - راست میں
کذاب گیا - بھاؤ میں ماؤ گیا، یو صفات بندہ
کا ذات حق میں فدا در نظر واصلاں بعدہ ہرچہ
بینی حق بینی و ہرچہ گوئی حق گوئی کہ ان اللہ
علی کل شیٔ محیط - محیط یوں چونکے دل محیط

ف کہ از فہم تو شریک کہ

ص[1] از فہم کند تو۔ ص[2] در دل آید۔ ا ع۔ کنژ (ندارد)

برفعل نفس کہ ہریک فعل کوں مدد جز دل ہنیں
ودل ان[1] فعلوں میں ہیس[ص] وہی[1ع] دستا ولیکن
الاہیدہ منزہ است۔ کسی فعلوں میں باندھیا
ہنیں۔ ہموں طریق محیطی اوبداں۔ ایں علم ہر
کس را معلوم نہ شود جز ارادت اللہ۔

سوال:۔ علم چند است؟

جواب:۔ علم دو است یکے کبسی دوم علم لدنی و علم کبسی[2]
چیزیکہ در قلم در آید، وعلم لدنی کہ در قلم نیاید۔
آں علم لدنی۔ چنانچہ۔ العلم نقطۃ۔ آں نکتہ کدام
است[2ع] ذات منزہ باری تعالیٰ۔ کہ عالم الغیب و
الشہادت۔ آں[3] نکتہ قدیم است کہ از نکتہ او
ہمہ نکات باز[3ع] آمدند۔ بر حروف تمام تا نام ونشاں
عیاں[4ع] شد کہ ہمہ قدرت آشکارا شد جاں وجہانیاں
تمثیل نظیرہا شود چنانچہ[4] نکتہ ابتدا از الف است

---

[1] ایں فعل میں ہیس دیسا دستا [2] علم کبسی در چیز قلم در آید۔ [3] ایں
نکتہ قدیم ست از نکتہ قدیم است۔ [ص] بیسر ویسا دستا
[4] چنانچہ نکتہ ابتدا الفبا است۔
[1ع] ویسے [2ع] کہ قلم در آید [3ع] بار [4ع] شود۔

Hanif Razvi

که عالم الغیب والشهادت[اے][عہ] و از نکته احد نکتهٔ ب
احمد شد که من رانی فقد رای الحق و نکته ت
از ب مرید است اطیعوا الله واطیعوا الرسول
و این دو نکته ت یک پیر و مرید که نکته ب بر ت آمد
و نکته که ابتدا از الف بود آں در پنهاں گنج بود و هم در الف
در آمد۔ باز هم پنهاں شد تا که در ب و در ت درین سه
حرف جز ث اظهار نه شد و این ث[صہ] نکته ث و
در ث دو نکته ت بود۔ و در نکته ت بر آں[لہ] نکته در هر
دو بالا و محیط۔ آن کدام نکته که ابتدا از الف دریں سه
حرفات پنهاں بود و بر حرف چهارم اظهار نمود این حرف
چهارم ث که این عارف الوجود است و در الف
هر سه وجود نمود و ب ممکن الوجود که بدایت
است و ب بیت است که خانهٔ روح است
و ت ممتنع الوجود تا در نون ظلمات نمود و در تو به

عہ و نکته ب محمد است که قول علیه السلام انا و علی نقطهٔ تحت الباء و نکته ت مرید است
نکته ابتدا از الف است آں نکته ذات است که عالم الغیب والشهادت۔

لہ بر آں هر دو بالا و محیط

صہ که الف و نکته ب تا شهادت ندارد

در آمد که ت نوبت است پس از ظلمات بیرون
آمد در ثبوت ث رسید و جز این سه نکته پیش ازین
دیگر نیست آن نکته که در هر دو محیط است جز آن
همه حروف را اظهاری نه که از نکتهٔ پنهانی ح نمود و از
نکته اظهاری خ نمود اما نکته هر دو جا باشد یکی مخفی و یک
جا اظهار که والظاهر والباطن ولیکن جز نکته یک کم
سی حرف باز[۱] نمود ولیکن نکته منزه است اگرچه
در همه محیط و نکته احد در همه نماید همچنان خدائے تعالیٰ
با همه و بی همه و در همه و بر همه باید شناس و همه
حروف سیزده اند و از نکات یک کم سی نمود و گر
شمرند[۲] سیزده اند و نکته جیم جمیل الله که إِنَّ اللّٰهَ
جَمِیلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ و جیم جمعیت و در جمعیت
مخفی نمود که جمعیت مخلوقات است و در مخلوق پنهان
نمود و خ خلوت نور است و در خلوت ظاهر پس در
ذال ذوق شد که ذوق نور است و نور بندهٔ ذات

۱- باز نه نمود ۲- شمرند

Hanif Razvi

دراں ذوق است و درنه زیادتی زیبائی نمود که
زینت از من است پس درآمد شین این سه نکته
بر شین این دو نکته ت است و نکته سوم خودی
ظلمات که شین محل شهوت است که بیخ حرص است
و در اعضا نهم است از الف تا ش خانهٔ نهم است حرف نکته
باید گرفت تا این نکتهٔ سوم بر شین این نکته عزازیل است این را
حذر باید کرد که با نکته ضاد ضد باید نمود از شین شیطان تا در
ظ ظاهر شود مقام عین و اصل غین عین است و اگر نکته نه بود عین
کور است تا بر دو غین صورت محبوب عین چنانچه نکته سیاهی
با سه نکته گواهی و این نکته سه ، دو نکته ظلماتی و یک نورانی
اما دوئی در ظلمات و یگانگی در نور تا و ظاهر باطن یک
و این نکته ف فدا باید کرد که الفنا فی الله تا در قبولیت قاف
درآمد عشق نماید چونکه در قبولیت قاف آں شین در عین و
در قاف درآمد عشق شد پس دوئی در ظلمات دهم گذشت
در مقام نور نون نکته واحد نمود لا اله الا هو بعده باقی ی نمود هر دو نکته

ل که همه زینت ک احروف نکته باید کل عزرائیل است این را جز باید کرد
ک دو نکته ظلمات ھ از بجاے آں)

ثابت آں نکتہ کہ ذات ابتدا اظہار شد برائے نکتہ
دوم قرار دادنی است بریں ہر دو نکتہ ثابت۔ اشہد ان
محمداً عبدہ ورسولہ دریں ہر دو نکتہ نکتہ دلالت گذاشت بر وقت
آں وقت کہ وحی جبریل کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک
مقرب ولا نبی مرسل این جانہ ذکر است ونہ فکر است ونہ من نہ تو
کہ در گفتن زباں نیاید۔ واگر چیزے دانستم آرم تا در شرک بماندم
در عشق ندانم کہ من و توئی وگر در فکری کنم از من دور نماید آں
فکری مرا حجاب است وگر بے فکر مانیم ہمول است ہموں است
الٰہی۔ اگر عشق دہی از من مرا خبر نیست وگر دانائی می دہی
تا من بندۂ تو دانم واگر ایں دانائی ترا شرک رسد تا
ایں دانائی از من بردار ونہ من ایں دانم ونہ من
آں ہر چہ تو خواہی بکن۔ یا الٰہی۔ یا الٰہی۔ یا الٰہی تمام شد
شیطان غلام شد۔ کار من نظام شد۔

دا۔ بمانم دا صـ۳ ۔ صبر

صـا قرار داده است صـ۲ دور (ندارد) چنانکہ مرا حجاب صـ۳ ازیں

Hanif Raza

فرہنگ

کلمتہ الحقایق

آ

آپیں آپ - آپ ہی آپ

آرسی - آئینہ

آسی - آئے گا

آکار - روپ - ہیئت، ظہور، شکل

آکاس - آسمان

آگاہ پنا - واقفیت

آنگن، انگن - صحن

آہنارا - آلنے والا

اپاو - حکمت، علاج، تدبیر، آفرینش

اپجنا - ظاہر ہونا - پیدا ہونا

اپرم پار - لامحدود - بے کنار

اپروپ - نایاب

اِتال - اب

اُتپت - آفرینش، آغاز، پیدائش

اَجیت - غالب، فاتح

اَچھنا - ہونا

اچھے - ہو

اچھینگا - ہوگا

اشکلاۃ - شکلیں

اگوچر - جو نظر نہ آئے - غیر محسوس

الادا / الاچھدا / الادھا - علیحدہ

الپت - کم

امربت / انبرت - امرت - تریاق

انپڑانا - پہنچانا - سمجھانا

انپڑ دینا - پہنچا دینا

انپڑنا - پہنچنا - سمجھنا

Hanif Razvi

انپڑ ہارا - سمجھنے والا

انت - حد

انجن - سرمہ جسکو عموماً جوگی لگا کر ہر خفیہ چیز دیکھتے ہیں -

اندھلا - اندھا

انکھیاں - آنکھیں

او - وہ

اُوور - طرف

اُوٹھیا - اُٹھا

اویلیچ - پہلے ہی

اے - یہ

ایتال - اب

ایندرین - حواس خمسہ ظاہر و باطن گیان اندری و کرم اندری

ب

بارا - ہوا

بارد } بعد از
باذز } اس کے بعد

بھارا - عقلمند

برتنا - کام میں لانا - استعمال کرنا

برتنہارا - کام میں لانے والا

برقا - برقعہ

بستار - وسعت - فراخی

بسر - بھول

بسرنا - بھولنا

بکار - بگڑا ہوا - بدنما - برائی

بنب - عکس

بُند } بوند، قطرہ
بُندھ }

بوجھن ہارا - سمجھنے والا

بوجھے - سمجھے

بھاکر - پڑ کر - ہو کر

بھانڈا - برتن

بھاؤ - نیت - خیال

بھاوتا - پیارا - محبوب

بھنڈار - ذخیرہ

بھنور - بھنورا

بھوتا کار - نوشتۂ تقدیر - عناصر کی شکلیں

بھوڑنا - واپس ہونا - پلٹنا

بھیتر - میں

بیٹنا - بیٹھنا

بیٹس - بیٹھ

Hanif Razvi

بیس ۔ شہر کا دروازہ

پ

پچھان ۔ پہچان ۔ شناخت

پڑدر ۔ حجاب ۔ پردہ ۔ اوٹ

پریت ۔ محبت

پریتو ۔ پرتو

پرچینا ۔ جانچنا

پرچیت ۔ جانچ امتحان

پوچنا ۔ پوچھنا

پیرنا ۔ بونا

پیسنا ۔ داخل ہونا

پیلاڑ ۔ اُدھر ۔ پرے ۔

تُرت ۔ فوراً

تسرا ۔ تیسرا

تنا ۔ درخت

توں ۔ تو

تھے / تے ۔ سے

تھوا ۔ ظاہر (مستعمل)

تھپنا ۔ ٹھہرنا ۔

تیوں ۔ اسی طرح

ٹ

ٹٹنا

توٹنا ۔ ٹوٹنا

ٹھار ۔ جگہ ۔ مقام

ٹھانوں ۔ جگہ ۔ مقام

ج

جاسی ۔ جائے گا۔

جاسی نہ ۔ نہ جائے گا۔

جاگا ۔ جگہ

جالنا ۔ جلانا

جان پنا ۔ جان رکھنا ۔ واقفیت

جتا ۔ جتنا

جدھاں ۔ جدھر

جنایا ۔ علم میں لایا

جنا یا ۔ پیدا کیا

جوتی بدوشنی ۔ چمک

جو لگ ۔ جب تک

جوں کی ۔ جیسا کہ

جوں کی ۔ چونکہ

جیو پنا ۔ جان رکھنا

Hanif Razvi

چ

چُکاں ہارا - دینے والا

چھایا - سایہ

چوپ غائب، خدا میں غرق رہنا (بہشتی) مستثنی

چیتنا - روح - سمجھ - دانائی

چیتن ناتھ - روح یا سمجھ رکھنے والا

چیتن ہارا - ہوشیار

چیشٹا - کوشش

خ

خیرز - خارج - علیحدہ

د

دِرشٹ - نظر

دُرونی - دل

دِسنا - نظر آنا

دوبینا - دوئی

دوجا - دوسرا

دوسرا بینا - دوئی

دھوپ کالا - موسم گرما

دیدبان - دیکھنے والا

دیوا - چراغ

ڈ

ڈولنا - ہلنا

ر

رمن - مستغرق ہونا - ڈوب جانا

روپ - شکل

رہسی - رہے گا

رہن - مقام

رہیا - رہا

س

سار - تنکا - لوہا

سار - سوار

سار - مانند

سانت - تصوف

سانتی - صوفی

ساندھیاں - اعضا کے جوڑ

ساندھنا - لڑکانا - گرانا

ساؤ - چور، اچکے

سترگی، عظمت، بڑائی

سُتنتر - آزاد - سب سے الگ

سروپ - خوبصورت شکل

سکلیاں - تمام

Hanif Razvi

سماو - سمائی
سمد - سمندر
سمجنا - سمجھنا
سُنہا - سونا
سنپٹرنا - پہنچنا
سنپور - بھرپور
سنپورن - پوری طور پہ مکمل
سنکارا - اشارہ
سنگات
سنگھاٹ } ساتھ
سنیاکار - سونے کی مانند
سور - سورج
سوں - سے
سہج - آسان
سہج - فطرت - خدا (تصوف)
سیر - سر
سیوک - خادم
سیوں - گاؤں کی حد

ص

صیحیح - صحیح ہے - بجا ہے

ق

قلم - شاخ - ڈالی
قولبیس - خبیث - بدروح

ک

کاڑنا - نکالنا - برآمد کرنا
کٹھن - کٹھن
کچھ - کچھ
کرتار - کرنے والا - خدا
کروپ - بدوضع - بدشکل
کرہار - کرنے والا
کشش - کوشش
کگر - کہہ کر - سمجھ کر
کمل - کنول
کمیں - کمی
کنٹھ - گلا - حلقہ
کوا - کنواں
کوم - کونپل
کھرا - صحیح
کی - کیوں - کہ
کیاں - کی (جمع)
کیا - کہا
کیتا - کرنا
کیرا - کا

Hanif Razvi

کیرے - کے

کنئیں - کہیں

گ

گاونچ - گاؤں ہی

گن - خاصیت

ل

لگ - تک

لوڑنا - چاہنا

لیہ - لے

م

مرکٹ - بندر

منج - تجھ

منج کوں - تجھے

منجے - تجھے

منجھار - تجھ میں ہیں

مند ہونا - سست ہونا

منی - میں پن - انانیت

موں - منہ

مہیت - ماہیت

میت - مطلب

مینج - ہیں ہی

نراکار / نراں کار / نرنکار - بے صورت جس کی کوئی شکل و شباہت نہ ہو

نہوے - نہیں ہے۔

نیر - پانی

نیمونہ - نمونہ

و

و - وہ

واوں - اس طرح

وتے - اتنے

وھانج - وہیں

ہ

ہلد - ہلدی

ہنگام - موسم

ہوسی - ہوگا

ی

یکیچ - ایک ہی

یکس میں ایک - ایک میں ایک

یونچ - یوں ہی - اسی طرح

Hanif Razvi

مرتب کی دوسری تصانیف

۱- مشاہیر قندھار دکن۔

۲- پریم چند اور ان کی افسانہ نگاری۔

۳- فہرست مطبوعات کتب خانہ ادارۂ ادبیاتِ اردو

جلد اول ۔۔ ۳=۰۰

۴- " دوم ۔۔ ۳=۰۰

۵- " سوم زیر ترتیب

۶- چندر بدن و مہیار (مقیمی) ۲=۵۰

۷- سیف الملوک و بدیع الجمال (غواصی) ہندی رسم خط میں ۔۔ ۵=۰۰

۸- کلام بینظیر (حضرت بینظیر شاہ وارثی کا کلام) ۶=۰۰

۹- دیوان عشق (مرزا جمال اللہ عشق اورنگ آبادی) ۱=۵۰

۱۰- یادگار امجد . . . . . ۱=۵۰

۱۱- تاج الحقایق . . . . زیر طبع

Hanif Razvi

ادارہ کی چند اہم مطبوعات

۱ - فرخندہ بنیاد حیدر آباد	ڈاکٹر زور	۵۰ = ۲
۲ - داستانِ ادب حیدر آباد	”	۵۰ = ۲
۳ - تذکرہ اردو مخطوطات (پانچ جلدوں میں)	” فی جلد	۰۰ = ۷
۴ - تاریخ ادب اُردو	”	۰۰ = ۲
۵ - میر محمد مومن	”	۰۰ = ۳
۶ - بہمنی سلطنت	پروفیسر مجید صدیقی	۵۰ = ۲
۷ - دیوان داؤد اورنگ آبادی	ڈاکٹر خالدہ بیگم	۵۰ = ۱
۸ - دیوان عشق اورنگ آبادی	محمد اکبر الدین صدیقی	۵۰ = ۱
۹ - کلیات غواصی	محمد بن عمر مرحوم	۰۰ = ۴
۱۰ - دکھنی ہندو اور اُردو	نصیر الدین ہاشمی	۵۰ = ۳
۱۱ - مقام غالب	سید مبارز الدین رفعت	۰۰ = ۲
۱۲ - محمد حسین آزاد	جہاں بانو نقوی	۵۰ = ۲
۱۳ - میاں داد خاں سیاح	ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی	۰۰ = ۲
۱۴ - تاریخ ادب عربی	ڈاکٹر سید ابو الفضل	۰۰ = ۳

ادارہ ادبیات اردو - ایوان اردو خیریت آباد

Hanif Razvi

IDARA - E - ADABIYAT - E - URDU

KALEMATUL HAQAIQ

OF

Hazrat Syed Shah Burhanuddin Janam, Bijapuri

Hanif Razvi

Edited by :

M. AKBARUDDIN SIDDIQI

(Lecturer, Osmania Univetsity)

SABRAS KITAB GHAR

Khairtabad, HYDERABAD (A. P)